پروانۂ جنّت

از

سیّد جعفر حسین منظؔر
لکھنوی

فہرستِ مضامین

نمبر شمار	عنوانات	در حال	صفحہ
۱	مقدمہ	از علی عباس صاحب حسینی	۴
۲	پیش لفظ	از مولانا اختر علی تلہری	۱۰
۳	حقیقتِ حال	از مصنف	۱۴
۴	شکرِ نعمت		۱۷
۵	منقبت	حبیبِ خدا محمد مصطفٰے	۱۹
۶	مدح و ثناء	خاتونِ جنت سیدہ عالمیاں	۳۴
۷	مدح و ثناء	مولائے کائنات امیر المومنین ع	۳۶
۸	مدح	حضرت امام حسن ع	۶۸
۹	مدح	سلطان کربلا ع	۶۹
۱۰	مدح	حضرت ابو الفضل العباس ع	۷۳
۱۱	مدح	حضرت سید الساجدین امام زین العابدین ع	۷۹
۱۲	مدح	حضرت صاحب العصر و الزمان	۸۲
۱۳	مدح شہدائے کربلا	رباعیات	۱۰۸
۱۴		سلام	۱۲۲
۱۵	نظم	بابتہ حضرت علی اصغر ع "کمسن مجاہد"	۱۴۶
۱۶	نظم	بابتہ حضرت حُر ع (جنتی گنہگار)	۱۴۹

قصائد کی دُنیا آوُرد کی دُنیا ہے۔ عربی، فارسی، اُردو۔ ہر زبان میں ایک روایت سی چلی آتی ہے کہ قصائد میں فصاحت سے زیادہ بلاغت پر زور دیا جائے اور ہلکی پھلکی لفظوں کی جگہ وزنی اور بھاری بھرکم الفاظ استعمال کئے جائیں۔

غالب نے اپنے چند اردو قصیدوں میں پرانے ڈگر کو چھوڑ کر ایک نئی راہ نکالی تھی مگر اس پر نہ وہ خود ہی بہت دنوں چلے اور نہ دوسروں نے ان کی رہنمائی سے فائدہ اٹھایا۔ خوشی ہے کہ جناب منظر لکھنوی نے غالب کی اس اُپچ کو اپنایا اور انھوں نے اپنے قصائد و قطعات مدحیہ میں بھی وہی نرم و شیریں زبان استعمال کی جو اُنکی غزلیہ شاعری کی جان ہے۔

منظر لکھنوی کے کلام کی خصوصیت اس کی سادگی، سلاست اور روانی ہے۔ زبان کی نرمی، محاوروں کی برجستگی، روزمرہ کا برمحل استعمال، اُن کی شاعری کے زیور ہیں۔ وہ پھول جیسے سُبک اور شگفتہ لفظوں میں ایسی ایسی

باریک اور لطیف باتیں کہہ جاتے ہیں کہ گھنٹوں دل ان سے مزہ لیتا رہتا ہے۔ ان کی اردو میں بھی آمد جیسی کیفیت ہوتی ہے اور انکی مدح سرائی میں بھی بیساختہ پن ہے جو اخلاص کا خاصّہ ہے ان کے مدحیہ کلام کا یہ مجموعہ اس طرح کی مثالوں سے بھرا پڑا ہے۔

مشتے نمونہ از خروارے کے طور پر چند ملاحظہ ہوں

(۱) جناب رسولِ مقبول صلعم کے متعلق کہا گیا ہے کہ جس نے آنحضرتؐ کو پہچان لیا اس نے خدا کو پہچان لیا۔ منظر نے اسی قول سے فائدہ اٹھا کر ایک قطعہ کہا ہے دیکھئے طرزِ بیان کے حسن نے کیسے کیسے لطیف معنی پیدا کر دیے ہیں۔

نگاہِ شوق کی سب آبرو جاتی رہی آخر — وہ بے تابیٔ دل وہ جستجو جاتی رہی آخر
خدا کے دیکھنے کی آرزو جاتی رہی آخر — رسولؐ اللہ کو دیکھا تو خیرہ ہو گئیں آنکھیں

(۲) حکم الٰہی ہے کہ رسولؐ اجرِ رسالت کے طور پر مودّت اہلبیتؑ طلب کرو۔ شاعر یہ اجرِ رسالت نذر کرنے کے لئے ہمہ تن تیار ہے۔ اسکا ساغرِ دل محبّتِ چہاردہ معصومینؑ کی مئے سے چھلک اٹھتا ہے۔ وہ تنگیٔ ظرف کی شکایت کرتا ہے مگر بالکل ہی انوکھے اور نئے انداز میں۔

کچھ کمی سی ہے مگر ہم میں مودّت کے لئے — سر ہیں خم تیری رضا تیری اطاعت کے لئے
ایک دل کافی نہیں اجرِ رسالت کے لئے — دینے والے کم سے کم چودہ کئے ہوتے عطا

(۳) حضرت علیؑ کی مدح میں دو قطعوں کا اچھوتا انداز بھی قابلِ دید ہے۔ حضرتؑ کی شخصیت سے اپنی لاعلمی ظاہر کرکے شاعر امیرالمومنین علیہ السلام کے سیرتی و عملی کارنامے بیان کرتا ہے اور خدا و رسولؐ سے پوچھتا ہے کہ آپ ہی بتائیں کہ یہ ذاتِ منفرد کون تھی؟

(ا) جس نے کیا تھا نفس کا سودا وہ کون تھا — مرضی کو تیری جس نے خریدا وہ کون تھا
دل چاہتا ہے حشر سے پہلے ہی فیصلہ — آواز دیدے بارالٰہا! وہ کون تھا

(ب) خیبر کے روز کام جو آیا وہ کون تھا؟ — جس نے اُحد میں ہاتھ بٹایا وہ کون تھا؟
ہم سے ہمارے بھائی اُلجھتے ہیں رات دن — بتلاؤ اے رسولؐ! تمھارا وہ کون تھا؟

(ج) اور اس اعتقادی قطعے کے تیور ملاحظہ ہوں۔
گنہگار مجھکو بھی ٹھہرانے والے — کہوں گا جب آئیں گے پاس آنیوالے
فرشتو ہٹو، میں ہوں مداحِ حیدرؑ — بڑے آئے دوزخ میں لیجانیوالے

---

(۴) امام حسن علیہ السّلام کی صلح پسندانہ روش کی عظمت و جلالت پر اس سے بہتر قطعہ مشکل ہی سے کہا جاسکتا ہے۔

نبیؐ سے خُلقِ عظیم والے علی کے مانند صف شکن تھے

(ب) خلاصۂ مدحِ شاہ یہ ہے کہ تھے اور اک فردِ پنجتن تھے
زمانہ جس کا بھی مقتضی تھا، وہی بنایا شعار اپنا
خموشیاں مصلحت تھیں ورنہ حسینؑ سے بھی بڑے حسنؑ تھے

(۵) امام حسینؑ کی مدح میں یہ قطعہ بھی لاجواب ہے۔ عجب نہیں کہ تقابل کی بیباکی کے باوجود مودّت اور عقیدت کی یہ عبارت "حُسَیۡنٌ مِنِّیۡ وَاَنَا مِنَ الْحُسَیۡن" کہنے والے کی سرکار میں مقبول ٹھہرے۔

پنجتن میں سب سے تو چھوٹا تھا گو مولا حسینؑ
کام لیکن کر گیا اعلیٰ سے بھی اعلیٰ حسینؑ
بڑھ گئی فتحِ علیؑ سے ظاہری تیری شکست
ان کی اک ضربت تھی افضل، تیرا اک سجدہ حسینؑ

(۶) امام ثانی عشر یعنی بارہویں امام مہدیٔ آخرالزّماں کے متعلق قطعات میں تصوفی شعراء کی غزل کا مزہ آتا ہے۔ راز و نیاز کی باتیں۔ مہجوری کی شکایتیں بے نقاب آنے کی منتیں ہیں اور عَجَّلَ اللّٰہُ فَرَجَہُم کی دعائیں۔ زبان، بیان، انداز، تیور، خیال، ہر چیز قابلِ دید ہے۔

(الف) حسن و حسنِ شباب دیکھیں گے
خوابِ تعبیرِ خواب دیکھیں گے
ہائے کیا خوش نصیب ہونگے وہ لوگ
جو تمھیں بے نقاب دیکھیں گے

(ب) منّتوں کے بعد بھی تکلیف فرماتا نہیں
خواب میں بھی ہم غریبوں کے کبھی آتا نہیں
مصلحت پر تیری صدقے اے مرے مولا! مگر
رہتے رہتے ایک جا کیا دم بھی گھبراتا نہیں

(ج) لا دوا ہے دردِ فرقت کیا کروں ؛ دُور ہے روزِ قیامت، کیا کروں
تو بہ تو بہ جز خموشی و سکوت حضرتِ حُجّتؑ سے حُجّت کیا کروں

یہی نرم گفتاری، یہی زبان کا لوچ، یہی مکالمے اور دو بدو بات چیت کا ڈھنگ قصیدوں میں بھی ہے۔ نہ تکلف ہے نہ تصنع۔ نہ بنوٹ ہے نہ آوُرد۔ جذبے کا خلوص اعتقاد کی پختگی اور فضل و کرم پر یقین، وفاکیش بندے کو خطا پوش آقا سے بے تکلف بنا دیتا ہے اور وہ والہانہ اظہارِ عقیدت و محبت کے جوش میں ہر طرح کی قید و بند کو توڑ کر اپنے مدعا کو صاف صاف لفظوں میں بیان کرنے لگتا ہے۔ اس سادگی میں وہ پرکاری ہوتی ہے جس کی پناہ نہیں اس لئے کہ یہ دل کی آواز ہوتی ہے اور بڑے بڑوں کو رام کر لیتی ہے۔

امام عصر کی شان میں جو قصیدہ جناب منظر نے "بہ انداز تمنا" کہا ہے وہ اسی دل کی پکار کی بہترین مثال ہے۔

حضرت منظرؔ کے سلاموں اور شہدائے کربلا کے متعلق نظموں میں بھی یہی پاکیزگیٔ زبان و بیان اور یہی طہارتِ عقیدت و محبت اپنی ساری جدّت طرازیوں کے ساتھ جلوہ گر ہے۔ رثائیت کے اضافے نے انکے اکثر اشعار کو تیر و نشتر بنا دیا ہے مثلاً ہے سورما علی اصغرؑ کے متعلق ایک شعر سلام سے اور تین شعر ایک نظم سے ملاحظہ ہوں۔

ہنسی اور تیر کھا کے بے محل سی بات تھی لیکن
تمسخر حرملہ کا ہمت بے شیر کرتی ہے

تو مسافر تھا مگر زادِ سفر سے بے نیاز
تو سپاہی تھا مگر تیغ و تبر سے بے نیاز

ڈھال سے مطلب کچھ خود و زرہ بکتر سے کام
جان دینے سے غرض تھی مرضیِ داور سے کام

تو نے کھا کر تیر سہ شعبہ بھی کب فریاد کی
مسکرا کر حرملہ کو داد دی بیداد کی

حقیقت یہ ہے کہ منظرؔ لکھنوی نے مدحیہ نظموں میں جس نئی طرز کی بنا ڈالی ہے اس کی روانی، اس کی شیرینی، اس کی نرمی، اس کی شگفتگی، اس کی سلاست، اس کی لطافت اور اس کی ندرت صرف مستحقِ تحسین و آفرین ہی نہیں بلکہ لائق تقلید و پیروی بھی ہے۔ مدحت و منقبت، نعت و حمد۔ اخلاص و ایمان و ایقان کی وادی ہے۔ اس کی سیر و سیاحت کی روداد کی ترجمانی دل ہی کی زبان سے ہو سکتی ہے۔ دماغ کے لئے یہاں قدم قدم پر ٹھوکریں ہیں۔ اس سنگلاخ زمین کو اس سبک روی اور نرم رفتاری سے طے کرنے پر میں جناب منظرؔ کو ہدیۂ تبریک پیش کرتا ہوں۔

لکھنؤ ۱۵ اگست ۱۹۵۹ء
علی عباس حسینی

پیش لفظ

جناب منظر لکھنوی ایک اچھے غزل گو کی حیثیت سے خاصے مشہور ہیں۔ غزل کے پُر تاثیر بنانے کے لئے زبان میں جس لوچ اور لچک کی ضرورت ہے وہ اُن کے یہاں بھرپور طریقے سے موجود ہے۔ اُن کے شعر کے بول میٹھے بھی ہوتے ہیں اور سلونے بھی۔

جناب منظر کو میں عرصۂ دراز سے جانتا ہوں لیکن وہ ایک رُباعی گو اور قصیدہ گو بھی ہیں اس کا مجھے علم نہ تھا۔

ان کی زبان کا انداز اور بیان کا لہجہ دیکھکر میں انھیں سو فیصدی غزل گو ہی سمجھتا رہا۔ لیکن اب سے سات آٹھ ماہ اُدھر دزیر گنج لکھنؤ کی ایک صحبتِ فضائل میں ان کی زبان سے ان کا قصیدہ سُن کر پہلی مرتبہ مجھے یہ معلوم ہوا کہ جناب منظر صاحب غزل کے علاوہ دوسرے اصنافِ سُخن سے بھی خصوصی تعلق رکھتے ہیں۔ انھوں نے اسوقت جو قصیدہ پڑھا اس سے میں خاصا متاثر ہوا۔ اگرچہ اُس میں عربی کے بھاری بھرکم لفظ نہ تھے، فارسی کی شاندار ترکیبیں نہ تھیں تشبیب

گریز۔ دعا وغیرہ کی روائتی پابندی بھی نہ تھی۔ مختصر لفظوں میں قصیدے کی پرانی تکنیک سرے سے نہ تھی۔ تاہم فن قصیدہ کے روائتی لوازم سے بے نیازی برتنے کے باوجود مدح میں خلوص کا پیدا کردہ اثر تھا جس میں ان کی زبان کی گھلاوٹ نے چار چاند لگا دیے تھے۔ امام کی بارگاہِ قدس میں انھوں نے جو منظوم ہدیۂ عقیدت پیش کیا تھا وہ بیان و بدیع کی سجاوٹوں سے الگ ہونے کے باوجود دلوں کو لبھا رہا تھا۔

اس قصیدے کے بعد ان کی کوئی دوسری مدحیہ نظم سننے میں نہیں آئی۔ خوش قسمتی سے حال میں ان کے منظومات و قصائد کا ایک مختصر مجموعہ جو عنقریب زیور طباعت سے آراستہ ہوکر باذوق و خوش عقیدہ حضرات کی خدمت میں پیش ہونے والا ہے، میری نظر سے گذرا۔ میں نے اسے ادھر ادھر سے پڑھا۔ اس کے مطالعے سے یہ بات اچھی طرح واضح ہوگئی کہ جناب منظر اپنی زبان کی خصوصیت سادگی و شیرینی شعر کی ہر صنف میں ملحوظ رکھنا چاہتے ہیں۔ وہ شاعری کے کسی میدان میں ہوں اپنے اسالیب ادا کو موٹی موٹی لفظوں اور بھاری بھاری ترکیبوں کے وزن سے گرانبار نہیں بنانا چاہتے۔

نہ ان کی تخئیل دشوار گذار راستوں سے گذرتی ہے اور نہ ان کی زبان تعقید و اغلاق کے کوچوں میں قدم رکھتی ہے۔ وہ سادہ طریقے سے سوچتے

ہیں اور سادہ طریقے سے اُسے ادا کرتے ہیں ۔ قصائد اور دیگر منظومات میں ان کی یہی تکنیک ہے اور اسی سے ان کی انفرادیت کی اس صنف میں تشکیل ہوتی ہے ۔ یہ ذرا مشکل ہی سے سمجھ میں آسکتا ہے کہ اس تکنیک کو اختیار کرکے قصیدہ وغیرہ کے اشعار میں برنائی کے تیور پیدا کیے جا سکتے ہیں ۔

اسے منظر صاحب کی قادر الکلامی سمجھئے کہ بیشتر مقامات پر ان کے اشعار میں دلوں پر اثر ڈالنے والا تیکھا پن پیدا ہو جاتا ہے اور ان میں بلا کی رعنائی آجاتی ہے ۔

ذیل کے چند مدحیہ اشعار سے اس امر کا خاصا اندازہ ہو سکے گا ۔

تجھ کو مسیح کہہ کے بھی کچھ جی نہیں بھرا
اچھا! تو خاکِ پا کو ترے کیمیا کہوں؟

یہاں مسجدیں سب سجی جا رہی ہیں وہاں کوثر آراستہ ہو رہا ہے

ہنسی اور تیر کھا کے بے محل سی بات تھی لیکن
تمسخر حرملہ کا ہمتِ بے شیر کرتی ہے

سپرد اسی کے جہاں کا نظام آج بھی ہے امام اپنی جگہ پر امام آج بھی ہے

ڈال کر پانی کی موجوں پر حقارت کی نگاہ
نہر سے پیاسا نکل آیا علمدارِ حسین

تو مسافر تھا مگر زادِ سفر سے بے نیاز تو سپاہی تھا مگر تیغ و تبر سے بے نیاز

جناب منظرؔ کے مدحیہ منظومات۔ جناب پیغمبر خداؐ۔ جناب فاطمہ زہراؑ۔ جناب علی مرتضےٰؑ۔ جناب حسن مجتبیٰؑ۔ جناب شہید کربلاؑ۔ جناب عباسؑ۔ جناب اصغرؑ اور جناب امام غائبؑ کی مدح و ثنا میں مشتمل ہیں۔ ان میں کچھ رباعیاں ہیں۔ کچھ سلام، کچھ قصیدے، کچھ مثنوی کے انداز کے منظومات۔

جناب منظرؔ کا دیوان "منظرستان" کے عنوان سے کچھ پہلے شایع ہو چکا ہے اور قارئین سے اچھی خاصی داد وصول کر چکا ہے۔ اب یہ دوسرا مجموعہ مدحیہ منظومات شایع ہو رہا ہے۔ یہ دوسرا مجموعہ اگر ایک طرف عام شعری ذوق کی تسکین کا سرمایہ ہے تو دوسری طرف عقبیٰ کی آسائشوں کا سامان۔

منظر صاحب خوش قسمت ہیں کہ ان کے شعر کے دامن میں دُنیوی شہرت کا پروانۂ راہداری بھی ہے اور اچھی خاصی مقدار میں زادِ آخرت بھی۔

سید اختر علی تلہری

لکھنؤ ۲۰ اگست ۱۹۵۹ء

حقیقتِ حال

خدا کا ہزار ہزار شکر ہے کہ میری غزلوں کا منتخب مجموعہ جو میری زندگی کا سرمایہ تھا "منظرستان" کے نام سے سال رواں کے شروع میں سخن فہم اور قدر شناس ناظرین کے سامنے آگیا۔

میں قدر کرتا ہوں ان دونوں سعید اور خوش کردار شاگردوں کی یعنی نازؔ لکھنوی ماسٹر تلسی رام ایم۔ ایس۔ سی پرنسپل نیشنل کالج حضرت گنج لکھنؤ اور نازشؔ لکھنوی سید محمد مہدی زیدی ایم۔ اے۔ ایف بی۔ ٹی آئی (لندن) جن کی پرخلوص جد و جہد اور مساعی جمیلہ نے میرے اس دیرینہ حسین خواب کو شرمندۂ تعبیر کیا۔

اس کے بعد میرے قصائد، سلام اور قطعات کی طباعت کا سوال درپیش ہوا۔ میں اس مدحیہ کلام کو فضائل کی محفلوں اور مقاصدوں میں ایک عرصے سے برابر پڑھ رہا ہوں۔ ہمیشہ دل کھول کر مجھے داد عطا کی گئی۔ اور تحسین کے ہنگاموں نے مجھے اکثر غلط فہمی میں مبتلا کر دیا۔ اور میرے دماغ کو عرشِ

اعلیٰ پر پہونچا دیا مگر خدا کا شکر ہے کہ ہمیشہ یہ تاثرات فرضی اور عارضی ثابت ہوئے۔ چند لمحات کے بعد میں ہمیشہ ہوش میں آگیا اور میں نے یہ ہی محسوس کیا کہ میں وہی بے بضاعت اور کم مایہ سیدھا سادا اور دُبلا پتلا منظرؔ ہوں۔

بہر حال میرے قومی اور مذہبی مِلّت جعفریہ کے اکثر افراد اور احباب نے شدّت سے تقاضا کرنا شروع کیا کہ مدح اہلبیتؑ کے سلسلے میں بھی جو کچھ میں نے نظم کیا ہے اُسکی اشاعت بھی اشد ضروری ہے۔ اسکے جواب میں اِدھر تو میں اِن لوگوں کو ہاں ہوں کر کے ٹالتا رہا اور اودھر میرے عدم علم میں نازؔ اور نازشؔ میں بذریعہ خط کتابت کچھ سانٹھ گانٹھ ہوتی رہی جس کے نتیجہ میں نازؔ نے ایک دن مجھ سے کہا کہ اب آپ ہملوگوں کی آیک تمنا بھی پوری کر دیجیے کہ اپنا مدحیہ کلام بہت جلد مرتب کر کے نازشؔ کو بمبئی بھیجدیجیۓ وہ اُسے وہاں چھپوانا چاہتے ہیں۔ یہ سُن کے میں نے کہا کہ اچھا اس کا جواب میں اپنی جگہ سوچ سمجھکر دونگا۔ یہ کہکے میں مکان واپس آیا تو نازشؔ کا خط بالکل اسی مضمون کا ملا کہ آپ اپنا مدحیہ کلام بغرض طباعت بہت جلد مجھے روانہ فرما دیجیۓ۔ اسکے بعد نازؔ نے سختی سے اصرار کرنا شروع کیا اور نازشؔ نے خطوط کی بھرمار کر دی۔ گویا ہر صبح ان کے تقاضے اور ہر شام ان کے خطا نے آخر مجھے ان کی تمنا پوری کرنے پر مجبور کر دیا چنانچہ میں نے اس حصّہ کلام کو بھی انتخاب کے بعد مرتب کیا اور اپنے محترم کرم فرما علی عباس صاحب حسینی

مدظلہٗ کی خدمت میں مقدمہ لکھنے کے لئے اور حضرت اختر علی صاحب تلہری کی خدمت میں "پیش لفظ" لکھنے کے واسطے پیش کر دیا۔ میں شکر گزار ہوں کہ باوجود عدیم الفرصتی کے دونوں حضرات نے حسب وعدہ میری تمنا پوری کر دی اور میں نے مرتب شدہ کلام "مقدمہ۔ پیش لفظ" اور یہ چند سطریں خود لکھکر بمبئی روانہ کر دیں۔

شکر ہے اس شاعر حقیقی کا مجھ ایسے ناچیز اور ہیچمدان کی ایک ہی سال میں دوٗ تصنیفیں طبع ہوکر دنیا کی نظروں کے سامنے آگئیں اور میرے نام کے ساتھ بقائے کلام کی صورت پیدا ہوگئی۔

میں آخر میں ایک بار پھر اپنے دونوں شاگردوں کو ان کی ہمت اور ہمدردی کی داد دیتے ہوئے پروردگار سے دعا کرتا ہوں کہ وہ ایسے ہی شاگرد سب کو عطا کرے۔ آمین ثم آمین۔

حضرت منظر لکھنوی
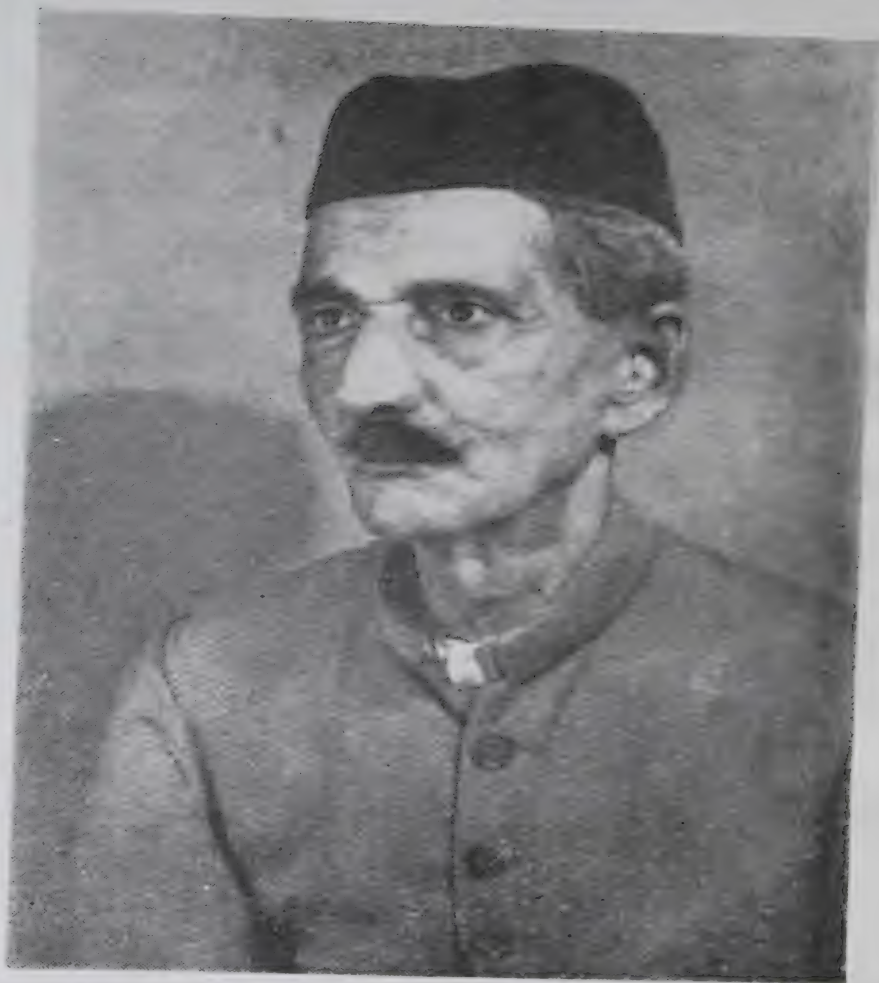
شکرِ نعمت

نہیں ارکان میں حمد و ثنا اسکی تو کیوں کیجے
ادائے شکرِ نعمت کیجیے بس اور یوں کیجیے

گذر کر رات خیر و عافیت سے جب سحر آئے
زباں پر کلمۂ توحید سب سے پیش تر آئے

بسر ہو جائے راحت سے یونہی دن بھی اگر اپنا
تو جھک جائے پئے سجدہ خلوصِ دل سے سر اپنا

نظر آوے فلک پر چاند اگر سبحانہٗ کہیے
نکلتے دیکھیے سورج تو جلِ شانہٗ کہیے

چراغاں دیکھیے جب عرش پر روشن ستاروں سے
ادائے شکر کیجے چشم و ابرو کے اشاروں سے

زمیں پر رات کو جب چاندنی چھٹکی دکھائی دے
نظر کو چاہیے ہے اسکی قدرت کی بلائیں لے

نمونے اُس کی قدرت کے جو گُل بوٹے نظر آئیں
دلوں کو چاہیئے ہے شکر کے سجدوں میں جھک جائیں
اگر پھولوں کی خوشبو سے معطر ہوں دماغ و دل
تو پھر ہو شکر کے الفاظ میں صلوٰۃ بھی شامل
فلک پر جھومتا جس وقت بھی ابرِ بہار آئے
زباں پر حمد آئے دل میں یادِ کردگار آئے
ہوائیں ٹھنڈی کھا کے جب نہالانِ چمن جھومیں
تو ہم کو چاہیئے ہے ہم مناظر کے قدم چومیں
نکل آئے اگر قوسِ قزح بادل کے پردوں سے
تو اس پر کیجیے دنیا کی سب رنگینیاں صدقے
کڑک اٹھے اگر بجلی کبھی بادل گرج اُٹھیں
تو خوفِ حق سے آئیں لب پہ استغفار کی لفظیں
گذر جاتے ہیں اپنے رات دن اس فکر میں اکثر
کہ ہم کو شکر کے الفاظ بھی ملتے نہیں منظر

پروانۂ جنّت
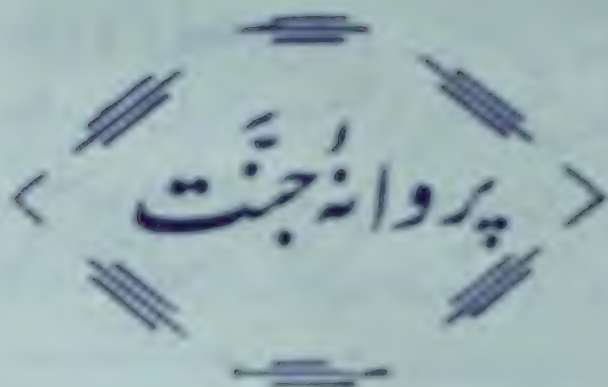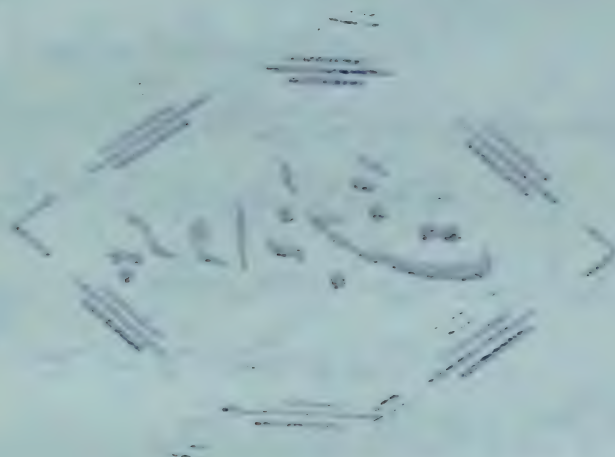
بسم اللہ الرحمن الرحیم

در منقبتِ حبیبِ خدا محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم

قطعات

اصولِ اصل نہ اصلِ اصول کو دیکھو
قبولِ حسن کو حسنِ قبول کو دیکھو
بہت نہ ہو پئے دیدار مضطرب منظر
خدا کو دیکھنا ہے گر رسول کو دیکھو

★

مدتوں دیکھا کیا صبح و مسا دیکھا کیا
کھینچ کر تصویرِ روئے مصطفےٰ دیکھا کیا
ہاتھ سے رکھ کر قلم کو حشر تک کے واسطے
اپنی قدرت کی حدیں خود کبریا دیکھا کیا

★

بہارِ گلشن ایماں بہارِ کامرانی ہے
بہار آئی ہوئی ہے اور نہ آندھی ہے نہ پانی ہے
مبارک باد دورِ جاہلیت تیرے دن بھورے
رسول اللہ کی آمد زمانے کی جوانی ہے

★

وہ بیتابیٔ دل وہ جستجو جاتی رہی آخر
نگاہِ شوق کی سب آبرو جاتی رہی آخر
رسول اللہ کو دیکھا تو خیرہ ہو گئیں آنکھیں
خدا کے دیکھنے کی آرزو جاتی رہی آخر

★

انسان کو نصیب کہاں یہ اثر کہیں
بنتا خدا جو پاتا تری سی نظر کہیں
چشمِ خیال دونوں جہاں تک گئی مگر
تجھ سا اِدھر ملا، نہ ترا سا اُدھر کہیں

★

کس کی صورت دیکھیں گے کس کی نظر دیکھیں گے ہم
کس کو اوّل کس کو آخر جان کر دیکھیں گے ہم
عقل حیراں ہو کے رہ جائے گی منظر اُس جگہ
ایک صورت کے جہاں تیرا[۱۳] البشر دیکھیں گے ہم

★

آج بھی منظر نہ دیکھیں گے تو کب دیکھیں گے ہم
حشر کا دن آگیا جی بھر کے اب دیکھیں گے ہم
جو ادا کرتا رہا اجرِ رسالت عمر بھر
آج اُسے جنّت بکف کوثر بہ لب دیکھیں گے ہم

★

سر ہے خم تیری رضا تیری اطاعت کے لئے
کچھ کمی سی ہے مگر ہم میں موُدّت کے لئے
دینے والے کم سے کم چودہ[۱۴] کئے ہوتے عطا
ایک دل کافی نہیں اجرِ رسالت کے لئے

مختصر نظم در مدح حبیبِ خدا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

پیدا نہ اگر منظرِ محبوبِ خدا ہوتا
تو خلق زمانہ کیا کچھ بھی نہ ہوا ہوتا

دنیا نہ سجی ہوتی عقبےٰ نہ بنی ہوتی
سنسان فضاؤں میں ہو مار رہا ہوتا

اے دہر دعائیں دے مولا کو مرے ورنہ
تو ہوتا نہ اس درجہ رنگین ادا ہوتا

ہوتا ہی نہیں سورج تو روشنی پھر کیسی؟
اور چاند جو ہوتا بھی تو ماند پڑا ہوتا

جبریلِ امیں بولو خدمت سے پیمبرؐ کی
جو رتبہ تمھارا ہے وہ پیشِ خدا ہوتا؟

پیغمبرو! بتلاؤ ہوتے نہ اگر احمدؐ
تم میں سے کسی کا بھی عالم میں پتا ہوتا؟

کب جنّ و بشر ہوتے کب حور و ملک ہوتے
اللہ فقط اپنا اللہ بنا ہوتا

مختصر نظم در مدح حضرت ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وسلم

ملا چاند آج اُسے بھی لامکاں سے
زمیں اب کیوں نہ اینڈے آسماں سے

زمیں ٹکرائے جا کر آسماں سے
جو ہٹ جائیں محمدؐ درمیاں سے

یہ کہتے ہیں نبیؐ کے ساتھ ہی تھا ساتھ
بہاریں پھٹ پڑیں آ کر کہاں سے

ثنا میں بھی حبیبِ لم یزل کی
بڑی مشکل ہے کچھ کہنا زباں سے

زمیں پر کر نہیں سکتا ہے چار آنکھ
فلک یہ نور لائے گا کہاں سے

بہارِ مکہ جب سے بس گئی ہے
مدینہ بڑھ گیا باغِ جناں سے

لسان اللہ اور مدحِ پیمبرؐ
کہاں تک بات پہونچی ہے کہاں سے

نبی! تیری ثنا کرنے کے قابل
ترا منظر زباں لائے کہاں سے

مختصر نظم بعثت حبیب الٰہی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

ازل ہی سے تھی گو یہ عزت تمہاری | رسالت کے تم تھے رسالت تمہاری
بنایا تھا جس نے تمھیں سب سے پہلے | سمجھتا تھا وہ خاتمیت تمہاری
رسولوں کو بھیجا کیا تم سے پہلے | بڑھاتا رہا افضلیت تمہاری
کسی سے نہ سدھری جو دنیا کی حالت | تو آخر کو آ پہونچی نوبت تمہاری
گرے بتکدے تخت شاہوں کے الٹے | ہوئی دھوم سے یوں ولادت تمہاری
بایثار چالیس سال ایسے کاٹے | کہ بیٹھی دلوں میں محبت تمہاری
مگر اے رسولؐ و حبیبِ الٰہی | نہ سمجھی تھی دنیا حقیقت تمہاری
علیؑ کی جوانی نے انگڑائی لیکر | بتا ہی دی آخر فضیلت تمہاری

اسی سے ہے منظر کے چہرے پہ رونق
کہ ہے آج تاریخِ بعثت تمہاری

مختصر نظم در حال معراج سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

شبِ معراج رتبے اور برتر ہونیوالے ہیں
محمدؐ آج سے محبوبِ داور ہونیوالے ہیں

فلک پر زائرِ روئے پیمبر ہونیوالے ہیں
فرشتوں کے مقدر بھی مقدر ہونیوالے ہیں

شبِ معراج کے رمزوں کو کوئی اور کیا جانے
علیؑ سے پوچھیئے جو مرحلے سر ہونیوالے ہیں

چھلکتے ساغروں میں پھول ہونگے پھولوں میں کلیاں
سرِ کوثر عجب دلچسپ منظر ہونیوالے ہیں

رسولؐ اللہ کے قدموں کی خاطر آج کی شب ہے
زمین و آسماں دونوں برابر ہونیوالے ہیں

سجاوٹ ہو رہی ہے کوثر و تسنیم و جنّت کی
رسولِؐ دوسرا مہمانِ داور ہونیوالے ہیں

وہاں لے جا رہا ہے اوجِ قسمت آج احمدؐ کو
جہاں بیکار سے جبریل کے پر ہونیوالے ہیں

شمیمِ زلفِ پیغمبرؐ سے مس ہو ہو کے جنت میں
گلِ تر اور شاداب و معطّر ہونیوالے ہیں

رسول اللہ واقف ہو کے جن رمزوں سے پلٹے ہیں
انھیں سے امتحانِ علمِ حیدرؑ ہونیوالے ہیں

رسول اللہ واپس آ رہے ہیں عرشِ اعظم سے
مبارکباد کے ہنگامے در پر ہونیوالے ہیں

مختصر نظم در مدح سردار انبیا علیہ الصلوٰۃ والسّلام

جو عاشقانِ محمدؐ میں نام ہوجائے — جناں حلال جہنّم حرام ہوجائے
نبوّت اس پہ نہ کیونکر تمام ہوجائے — کہ جس کی بات خدا کا کلام ہوجائے
خدا ہی جانے حدیں اُسکے عشقِ کامل کی — کہ جس حبیب کا محبوب نام ہوجائے
جو آپ چہرۂ انور چھپالیں پردے میں — تو دن دہاڑے زمانے میں شام ہوجائے
وہ کافروں سے بھی پڑھوالے کلمۂ توحید — جسے نصیب ترا خلق عام ہوجائے
کہوں میں حشر میں لبیک یا حبیبِ خدا — خدا کرے تمھیں کچھ مجھسے کام ہوجائے
جو آپ چاہیں تو اسوقت اور اسی گھر میں — اِدھر سحر ہے تو اس سمت شام ہوجائے

در مدح خاتونِ جنّت سیّدۂ عالمیان ع

خدا کی شان کہوں یا نبیؐ کی جان کہوں — علی کی عزّت و حرمت کی آن بان کہوں
خموش دیکھوں جو زہراؑ کو تو کہوں قرآں — کریں جو بات تو اللہ کی زبان کہوں

کنیزِ حق کہ جگر پارۂ نبیؐ کہدوں — علیؑ کے خانۂ عصمت کی روشنی کہدوں
جو کہنا چاہتا ہے دل، وہ میری شہزادی! — بروزِ حشر کہوں، یا ابھی ابھی کہدوں

★

ہے بے نجات جو صدّیقہ طاہرہ نہ کہے
جہنمی ہے جو بخشش کا آسرا نہ کہے
تم اپنی شان کے منکر کو بس یونہی سمجھو
کہ جیسے کوئی خدا کو کبھی خدا نہ کہے

★

نہ سیّدہ نہ فقط تم بتوّل ہوجاتیں
کلی کے بدلے تر و تازہ پھول ہوجاتیں
خدا کی مصلحتیں اور ہی تھیں کچھ ورنہ
جو مرد ہوتیں تو بیشک رسول ہوجاتیں

★

وضع خودداری ہوئی تیری طبیعت کیلئے
اور تو پیدا ہوئی غیرت حمیّت کیلئے
جس نے خاطر سے تری مُردوں کو زندہ کردیا
اُس سے بھی مانگا نہ کچھ اپنی ضرورت کیلئے

★

بات کہدی تھی فقط بچوں کی راحت کے لئے
بن کے خیاط آگیا رضواں صداقت کے لئے
لاکھ عورت تھیں مگر دے ڈالتا رب کریم
ضد اگر کر بیٹھتیں زہرؑا امامت کے لئے

★

جب سواری آئے گی تیری شفاعت کے لئے
گرد ہوگا نور پردے کی حمایت کے لئے
عورتیں بھی غیر محروم زیارت ہوں تو ہوں
ہم نہ ترسیں حشر میں صاحب سلامت کے لئے

★

فرشتے آئیں خدمت کو امارت ہو تو ایسی ہو
خدا کی دی ہوئی شانِ حکومت ہو تو ایسی ہو
برابر خیر و خیرات اور برابر تین دن فاقے
سخاوت اسکو کہتے ہیں سخاوت ہو تو ایسی ہو

★

زباں میں زور لفظوں میں کرامت ہو تو ایسی ہو
حسین انداز میں شانِ لطافت ہو تو ایسی ہو
نبیؐ کے بعد کی منحوس سے منحوس دنیا میں
لقب صدیقہ ہو جائے صداقت ہو تو ایسی ہو

★

زباں سے کچھ نہ کہنے کی جو عادت ہو تو ایسی ہو
بلا مانگے ملے سب کچھ فضیلت ہو تو ایسی ہو
وضو کو پانی آجائے، غذا میں میوے ملجائیں
سمٹ کر جنت آجائے ضرورت ہو تو ایسی ہو

★

غریبوں اور مسکینوں سے رغبت ہو تو ایسی ہو
خدا کے نام پر بخشش کی عادت ہو تو ایسی ہو
کوئی پر مانگنے آئے کوئی روٹی کوئی عزت
ملک گھیرے رہیں گھر کو سخاوت ہو تو ایسی ہو

—— × ——

★

عیاں چہرے سے شانِ فاطمیّت ہو تو ایسی ہو
زمانہ جگمگا اٹھے ریاضت ہو تو ایسی ہو
زمیں سے آسماں تک اک ستوں ہو نور کا قائم
عبادت ایسی محرابِ عبادت ہو تو ایسی ہو

★

تہی دستی میں بھی شانِ سخاوت ہو تو ایسی ہو
ترحم دل میں آنکھوں میں مروّت ہو تو ایسی ہو
نظر انداز ہوں بچے، مگر سائل جو آجائے
نہ جائے پائے خالی ہاتھ غیرت ہو تو ایسی ہو

★

فرشتہ نامہ بر ہو خط کتابت ہو تو ایسی ہو
درود آئے، سلام آئے محبّت ہو تو ایسی ہو
وہی انداز میں جیسے کہ برسوں کی شناسائی
کسی نادیدہ سے صاحب سلامت ہو تو ایسی ہو

★

تری تخلیق پر آدم کی خلقت ناز کرتی ہے
ترے دامن سے مس ہو کر طہارت ناز کرتی ہے
ترے سجدوں سے بنتے جا رہے ہیں سیکڑوں کعبے
تری تسبیح پڑھ پڑھ کر عبادت ناز کرتی ہے

★

اگر اللہ پر، آپ اس کی وحدت ناز کرتی ہے
تو پیغمبرؐ پہ شانِ خاتمیت ناز کرتی ہے
علیؑ پر ہے اگر نازاں سقایت حوضِ کوثر کی
تو دینِ مہر میں زہرا کی جنّت ناز کرتی ہے

★

ترے رخ پر تری چشمِ مروّت ناز کرتی ہے
ترے دل میں ترے خالق کی الفت ناز کرتی ہے
تری سعیِ عبادت پر اگر ہے فخر پاؤں کو
تو اِن ہاتھوں کے دُھووَن پر سخاوت ناز کرتی ہے

★

تری چادر کے پیوندوں پہ عزت ناز کرتی ہے
ترے چہرے پہ شانِ بادشاہت ناز کرتی ہے
ترے صدقے میں اے شہزادیٔ کونین اے زہراؑ
ترے منظر پہ بھی اس کی سیادت ناز کرتی ہے

★

مانگ کے حق سے دعا جذبِ محبت کے لئے
جذبۂ ایماں کے لئے حفظِ شریعت کے لئے
اے نبیؐ کی لاڈلی بیجا نہ ہو شاید یہ بات
عورتیں چن لیں اگر تجھکو نبوت کے لئے

قصیدہ در مدح خاتونِ جنت سیدہ نساء عالمیان علیہا السلام

آج تو جی کھول کر سُنیے بیانِ فاطمہؑ
آج میں بھی کہہ رہا ہوں داستانِ فاطمہؑ

آج مجھ کو بھی ملی ہے حق سے یہ توفیقِ نیک
آج سُن لیجے بیانِ عزّ و شانِ فاطمہؑ

آج دھو ڈالی گئی ہے آبِ کوثر سے زباں
آج میں بھی بن رہا ہوں مدح خوانِ فاطمہؑ

آج ہر مصرع نظر آئے گا قرآن و حدیث
ہے زباں میں آج تاثیرِ زبانِ فاطمہؑ

آج اگر رضوان کو کہدوں کہیں خیاط میں
تو وہی ہو، کہہ چکی ہے جو لسانِ فاطمہؑ

تو یہ تو یہ چھوٹا مُنہ بات اور بات اتنی بڑی
بخشش دینا اسے خدائے مہربانِ فاطمہؑ

ہو رہا ہے زلیست میں پہلے پہل یہ کارِ خیر
دینے والے دیدے کچھ شایانِ شانِ فاطمہؑ

میں بھٹک کر دور ہو جاؤں نہ منزل سے کہیں
ہاتھ میں لے ہاتھ میر کاروانِ فاطمہؑ

جب تصوّر کی حدیں طے کر کے آنکھیں کھولدیں
دیکھتا کیا ہوں کہ میں ہوں اور مکانِ فاطمہؑ

ارضِ جنّت تک رسائی ہے خیالوں کی مرے
سامنے آنکھوں کے ہے وہ گلستانِ فاطمہ

کر رہے ہیں خاطریں سب حور و غلمانِ بہشت
فاطمہؑ ہیں میزباں، میں میہمانِ فاطمہؑ

مل رہے ہیں مجھ کو ہر ہر شعر پر حور و قصور
آج میرا ہو رہا ہے بوستانِ فاطمہؑ

پڑھ رہا ہوں میں یہاں محفل میں میلادِ شریف
اور وہاں تسبیح ہے وردِ زبانِ فاطمہؑ

آج شاید آپ اپنے ہوش میں منظرؔ نہیں
توبہ توبہ آپ اور توصیفِ شانِ فاطمہؑ

مدح مولائے کائنات امیر المومنین حضرت علیؑ ابن ابیطالبؑ

قطعات

نورِ حق پیدا ہوا زینت کا ساماں ہوگیا
ذرّہ ذرّہ کعبے کا مہرِ درخشاں ہوگیا
واہ ری حسنِ علیؑ ابنِ ابی طالب کی چھوٹ
دن دہاڑے گھر میں خالق کے چراغاں ہوگیا

★

خدا کو گھر کی ضرورت نہ تھی کبھی کے لئے
ہوئی تھی کعبے کی تعمیر آج ہی کے لئے
کسے نصیب ہو اس طرح کا زچہ خانہ
یہ ایک بات تھی جو ہوگئی علیؑ کے لئے

★

انساں کی بنائی چیزوں کا ہونا بھی نہ ہونا ہوتا ہے
بننے کو خدا ہی کیوں نہ بنے لیکن وہ کھلونا ہوتا ہے
قدرت سے مقابل ہونے کا انجام ارے توبہ توبہ
یوں بکھرے پڑے ہیں کعبہ میں بُت جیسے کہ بچھونا ہوتا ہے

★

کوثر سے دھلی ہے کس کی زباں حیدرؑ کی کہانی کون کہے
تاریخوں سے جو پوری نہ ہوئی وہ بات زبانی کون کہے
وہ بکھرے پڑے ہیں کعبے میں بُت وہ کلّۂ اژدر دو ٹکڑے
یہ باتیں تو ہیں سب بچپن کی اب زورِ جوانی کون کہے

★

رعب تیرا یا علیؑ سارے جہاں پر چھا گیا
سُن کے اژدر کی کہانی ہر بشر تھرّا گیا
بُت گرے اور خیبر و خندق میں آئے زلزلے
مرحب و عنتر کے ہاتھوں پر پسینہ آگیا

★

تھے نبیؐ پر قوتِ بازو نہ تھی تیرے بغیر
مضمحل سی تھی نبوت یا علیؑ تیرے بغیر
تجھ کو کیا پایا کہ سب کچھ پا گئے گویا رسولؐ
آج پوری ہو گئی جو تھی کمی تیرے بغیر

★

سربلندی چھن گئی وہ خوش نمائی چھن گئی
گرتے ہی طاقتوں سے ساری کج ادائی چھن گئی
لو مبارک! پائے حیدر پر نظر آتے ہیں بُت
آج پتھر کے خداؤں سے خدائی چھن گئی

★

حق نے بھیجا تھا علیؑ کو پیشوائی کے لئے
منتخب ہم نے کیا مشکل کشائی کے لئے
بڑھ گیا جوشِ عقیدت میں کچھ اس درجہ غلو
اب نصیری چھینے لیتے ہیں خدائی کے لئے

★

اپنی ہستی اپنی منزل سے سوا بن بیٹھتا
دیکھ کر حالِ نصیری کیا سے کیا بن بیٹھتا
آپ ہی تھے یا علیؑ جو حق کے بندوں میں رہے
ورنہ کوئی اور ہوتا تو خدا بن بیٹھتا

★

جو رہا حد میں اسے مشکل کشا کہنا پڑا
جو گرا حد سے اُسے بھی رہنما کہنا پڑا
بڑھ گیا جو حد سے کچھ آگے تو اسکی آنکھ نے
ایسا کچھ دیکھا کہ بندے کو خدا کہنا پڑا

★

وہ توانائی گئی وہ دبدبہ جاتا رہا
وزن وہ چالیسؔ من والا جُدا جاتا رہا
کہہ رہے ہیں بت یہ مکّہ میں بزبانِ حال سے
چھُٹ کے کعبے سے خدائی کا مزا جاتا رہا

★

صفوں میں بندگانِ عام کی کب خاص آتے ہیں
گذر ہو اتفاقاً بھی تو راہیں کاٹ جاتے ہیں
چلے پہلے پہل کعبے میں تو دیوار شق کر کے
ولی اللہ کے اپنا الگ رستہ بناتے ہیں

★

حسب منشائے محبت مدعا مل جائے گا
کعبۂ حق ہی سے کعبہ کا پتا مل جائے گا
دل گواہی دے رہا ہے جب تو منظر شب بخیر
آج حیدرؑ مل گئے ہیں، کل خدا مل جائیگا

★

گنہگار مجھکو بھی ٹھہرانے والے
کہوں گا جب آئیں گے پاس آنے والے
فرشتوں ہٹو، میں ہوں مدّاحِ حیدر
بڑے آئے دوزخ میں لے جانے والے

★

منکرِ فضل علیؑ سے جو کوئی بَیر کرے
آج اُسے چاہیئے کعبے کی ذرا سیر کرے
دیکھ کر کلّہ اژدر کے زمیں پر ٹکڑے
غل مچا ہوگا بتوں میں کہ خدا خیر کرے

★

حق نے حق جان کے اعجاز نمائی دیدی
زندگی بھر کی پیمبرؐ نے کمائی دیدی
اور نصیری نے تو مغلوب غلو سے ہوکر
لاکھ روکا گیا، حیدر کو خدائی دیدی

★

محبت کا غلو آمیز افسانہ سمجھتا ہوں
کہ ہر ایماں ہے بیگانے کو بیگانہ سمجھتا ہوں
علیؑ کی مدح میں گو بیش و کم سب کفر ہے لیکن
نصیری کو نہ کہیئے اُس کو دیوانہ سمجھتا ہوں

★

یہ مانا تم نے زورِ بازوئے حیدر نہیں دیکھا
نظر سے کشتۂ مرحب، سرِ عنتر نہیں دیکھا
بصیرت ہو تو جبر اس وقت بھی اک چیز باقی ہے
پرِ جبریل دیکھو کچھ اگر منظر نہیں دیکھا

★

ہوئیں جس دن سے وا اِن آنکھوں سے کیا کیا نہیں دیکھا
نہیں دیکھا مگر ایسا زچہ خانہ نہیں دیکھا
علیؑ کو میں تو کیا پوچھو نبیؐ سے بھی تو کہدیں گے
کہ ہم نے تین دن کا بولتا بچہ نہیں دیکھا

★

سنو اے منکرو! اور یاد رکھو بات منؔظر کی
چھپائے چھپ نہیں سکتی شجاعت اس غضنفر کی
کھلے میدان جس کی تیغ نے دو کر کے مرحب کو
پرِ جبریل پر تاریخ لکھدی فتحِ خیبر کی

★

عید ہی ٹھہری تو پھر ویسا ہی ساماں کیوں نہ ہو
آج دن ہی سے ہر اک گھر میں چراغاں کیوں نہ ہو
ہِل رہے ہیں جس کی پیدائش سے قلعے کفر کے
وہ جواں ہو جائے تو پھر کُلِّ ایماں کیوں نہ ہو

قطعہ متعلّق فتحِ خیبر

(نوٹ) یہ قطعہ فتح خیبر کی محفل میں برمحل کہہ کے پڑھا گیا۔

کیا بتاؤں میں کہاں کس بحر میں کس بر میں ہوں
بر سرِ منبر بھی فکرِ مدحتِ حیدر میں ہوں
دیکھتا ہوں دستِ حیدرؑ میں سرِ مرحب گو میں
سارے شاعر لکھنؤ میں اور میں خیبر میں ہوں

★

مولا کہوں علیؑ کہ تمھیں رہنما کہوں
میری سمجھ میں کچھ نہیں آتا ہے کیا کہوں
جب "نقلِ کفر کفر نہ باشد" تو کچھ دنوں
میں بھی بقولِ قومِ نصیری خدا کہوں

★

(نوٹ) شبیہ روضۂ نجف کی تعمیر کے بعد وہاں منعقدہ محفل میں یہ قطعہ پڑھا گیا۔

نجف میں علیؑ کی ثنا کر رہا ہوں
کہ جنّت کا طے راستہ کر رہا ہوں
حبیبِ خدا شوق سے سن رہے ہیں
میں اجرِ رسالت ادا کر رہا ہوں

(نوٹ) لکھنؤ میں ایک امامباڑہ ہے جسکا نام "جنت کی کھڑکی" ہے وہاں یہ قطعہ پڑھا گیا

مخالف چمن کی ہوا بھی نہیں ہے
ہیں سب گل ہی گل خار کوئی نہیں ہے
بفیضِ ثنائے علیؑ آج منظرؔ
یہ جنت ہے جنت کی کھڑکی نہیں ہے

(دیگر ہموزن ہم طرح)

کیوں نہ ہو دارفتۂ اسلام و ایماں کیوں نہو
تیرے ظاہر سے ترا باطن نمایاں کیوں نہو
بادشاہِ دو جہاں کہلائیگا تو حشر تک
یہ نرے پر نرے بھی ترا چاکِ گریباں کیوں نہو

کوئی دشواری کوئی مشکل ہو آساں کیوں نہو
ایک ہوں دو دل تو پھر کارِ نمایاں کیوں نہو
جب علیؑ سا قوتِ بازو نبیؐ پائیں تو پھر
کفر ایماں کیوں نہ ہو کافر مسلماں کیوں نہو

★

گردِ بستر کے ہر اک تلوارِ عُریاں کیوں نہ ہو
کچھ نہ ہو گا سارا عالم دشمنِ جاں کیوں نہ ہو
سونے والے کر کے سودا نفس کا ہجرت کی شب
تیرا خالق آج خود تیرا نگہباں کیوں نہ ہو

★

تیرا مولد سجدہ گاہِ اہلِ عرفاں کیوں نہ ہو
تیرا مقتل معبدِ اسلام و ایماں کیوں نہ ہو
تو نے جن ہاتھوں سے برسایا ہے خیبر میں لہو
دھوون ان کا گوہر و لعلِ بدخشاں کیوں نہ ہو

★

عزت و توقیر، مال و زر، فراواں کیوں نہ ہو
دستِ قدرت کا دیا دنیا کا ساماں کیوں نہ ہو
آدمی میں آدمیت گر نہیں تو کچھ نہیں
موتیوں کی آستیں پھولوں کا داماں کیوں نہ ہو

★

کعبے کو جس نے قبلہ بنایا وہ کون تھا؟
ہم کون اُسکے؟ اور ہمارا وہ کون تھا؟
ہم سے نصیریوں سے بڑھی جارہی ہے بات
فرمایئے رسول! خدارا وہ کون تھا؟

★

خیبر کے روز کام جو آیا وہ کون تھا؟
جس نے اُحد میں ہاتھ بٹایا وہ کون تھا؟
ہم سے ہمارے بھائی الجھتے ہیں راتدن
بتلاؤ اے رسولؐ تمھارا وہ کون تھا؟

★

جس نے کیا تھا نفس کا سودا وہ کون تھا
مرضی کو تیری جس نے خریدا وہ کون تھا؟
دل چاہتا ہے حشر سے پہلے ہی فیصلہ
آواز دے بارِ الٰہا وہ کون تھا؟

★

خوشی خدا کی تھی کیونکر نہ وہ خوشی ہوتی
خصوصیت کوئی لاریب لازمی ہوتی
نہ ہوتا کعبہ سا گر محترم زچہ خانہ
تو آج عرش پہ پیدا اُشِ علیؑ ہوتی

★

مرا عقیدہ ہے ایسا ہی واقعہ ہوتا
کہ آج عرش پہ میلادِ مرتضیٰ ہوتا
اگر نہ ہوتی کہیں رازدانِ خلق وہ ذات
تو کام قومِ نصیری کا بن گیا ہوتا

رباعی

بڑھتی ہی رہے گی عزّو شانِ حیدرؑ
اعجاز ہے اعجازِ بیانِ حیدرؑ
سَو مرتبہ دن رات میں سنیئے منظر
ہر بار نئی ہے داستانِ حیدرؑ

★

میں صدقے مری جان فدائے حیدرؑ
بھولی ہے نہ بھولے گی وفائے حیدرؑ
وہ تیغوں کی چھاؤں اور وہ غفلت کی نیند
نازاں ہے فرشتوں پہ خدائے حیدرؑ

★

قطعات بابتہ غدیر خم

نبیؐ کو دیکھا نبیؐ کا وزیر دیکھ لیا
نظر سے حکمِ خدائے قدیر دیکھ لیا
کتابِ حق میں علیؑ ولی کے صدقے میں
ترا فسانہ بھی عیدِ غدیر دیکھ لیا

★

فضیلت سے گر قلبِ دشمن تپاں ہے
تو ہم کیا کریں جب خدا مہرباں ہے
کھڑے ہیں علیؑ آج دوشِ نبیؐ پر
نہ پوچھو کہ مُہرِ نبوّت کہاں ہے؟

نظم در مدح امیر المومنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام

مولا کہوں، امام کہوں یا خدا کہوں
اللہ تو بتا ترے بندے کو کیا کہوں
نائب۔ وصی۔ علیؑ ولی بازوئے رسولؐ
سب کہہ چکا، اب اور بتا اور کیا کہوں
تو شاہِ زاہداں تو شہنشاہِ عابداں
ایمان چھوڑ دوں جو فقط پارسا کہوں
دنیا کے عالموں کی جھکا دوں نہ گردنیں
استادِ جبرئیلِ امینِ خدا کہوں
اے سونے والے تیغوں کے سائے میں بےخطر
کم ہے جو تجھکو موجدِ رسمِ وفا کہوں
بیمار ہوں تو کہہ کے پکار دوں تجھے مسیح
مشکل پڑے جو کوئی تو مشکلکشا کہوں

تجھ کو مسیح کہہ کے بھی کچھ جی نہیں بھرا
اچھا تو خاکِ پا کو تری کیمیا کہوں

تم بھی ہو اعتقاد کے پورے نصیریو
ہاں ہاں تم کہو خدا میں ولیِ خدا کہوں

بس ایک ذاتِ پاکِ محمدؐ کو چھوڑ کے
میں تجھکو تاجدارِ صفِ انبیا کہوں

ہے بند، اور مصلحتاً بند ہے زباں
کہنے پر آؤں تو نہیں معلوم کیا کہوں

منزل تو ہی ہے راہ تو ہی راحلہ تو ہی
گمراہ ہوں جو تجھ کو فقط رہنما کہوں

کیوں دور کر چلوں جو گروں کیوں ہوں شرمسار
بس بس فقط وصیِ رسولِ خدا کہوں

منظر کہاں ثنائے علیؑ و لی کہاں
کوئی برا نہ مانے تو میں معجزا کہوں

قصیدہ در مدحِ امیرِ دوجہاں علی ابنِ ابی طالب علیہ السّلام

یہ کیا دیکھتا ہوں یہ کیا ہو رہا ہے
زمانہ ہی کچھ دوسرا ہو رہا ہے
زمیں سے فلک تک خوشی کے ہیں نعرے
یہاں کا وہاں تذکرہ ہو رہا ہے
یہاں مسجدیں سب سجی جا رہی ہیں!
وہاں کوثر آراستہ ہو رہا ہے
یہاں پھولوں کی بارشیں محفلوں میں
وہاں باغِ جنّت ہرا ہو رہا ہے
یہاں ہے مسرّت میں گھر گھر چراغاں
وہاں ہر مکاں نور کا ہو رہا ہے
یہاں نوبتیں جا بجا بج رہی ہیں
وہاں جشنِ نامِ خدا ہو رہا ہے

یہاں نذروں پر نذریں دیجا رہی ہیں
وہاں شکر پر شکر ادا ہو رہا ہے
یہاں دلفریبی کے ساماں ہیں سارے
وہاں کا سماں دل ربا ہو رہا ہے
یہاں زرّیں ملبوس پہنے گئے ہیں
وہاں نورِ فطری سوا ہو رہا ہے
یہاں پہروں زلفیں سنواری گئی ہیں
وہاں نور ذات آئینا ہو رہا ہے
یہاں عید ہے عید والوں کے گھر میں
وہاں چاند کا تذکرا ہو رہا ہے
یہاں کوئی کعبے میں پیدا ہوا ہے
وہاں عرش پر غُلغُلا ہو رہا ہے
یہاں ہیں مبارک، سلامت، کی دُھومیں
وہاں حَبَّذا حَبَّذا ہو رہا ہے
یہاں لوگ پڑھتے ہیں میلادِ حیدرؑ
وہاں مرحبا مرحبا ہو رہا ہے

یہاں ہیں خدائے نصیری کے چرچے
وہاں ذکرِ مشکل کُشا ہو رہا ہے
یہاں یا علیؑ یا علیؑ کی صدائیں
وہاں مرتضیٰؑ مرتضیٰؑ ہو رہا ہے
یہاں صحنِ کعبہ میں بت گر رہے ہیں
وہاں دل میں شیطاں خفا ہو رہا ہے
یہاں خوش نظر آ رہے ہیں پیمبرؐ
وہاں شادماں خود خدا ہو رہا ہے
یہاں کے وہاں چربے اُترے ہیں منظر
زمیں کا فلک آئینا ہو رہا ہے

مختصر نظم در مدح امیر المومنین علیہ السلام
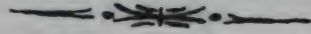
دیکھکر گھر گھر چراغاں پوچھتے ہو کیا ہوا
بے خبر اسلام والو نور حق پیدا ہوا

کھل گئی قسمت زہے خانہ علیؑ کا کیا ہوا
میں تو کہتا ہوں کہ کعبہ آج سے کعبہ ہوا

یا خدا اسکی عبادت کی ثنا میں کیا کروں
جسکا پہلا کام دنیا میں ترا سجدہ ہوا

تھا نہ یہ اعجاز تو کیا تھا بتاؤ منکرو
در بنا دیوار میں کعبہ کی کیونکر کیا ہوا

دیکھکر بولے نبیؐ رعب و جلال حیدری
ہل کے پانی بھی نہ مانگے گا ترا مارا ہوا

ناشناس قدر حیدر آ ذرا کعبہ میں آ
دیکھ لے مہر نبوت پر قدم رکھا ہوا

رہ گئے جن و بشر حیران اے خیبر شکن
آجتک تیرے فضائل کا نہ اندازہ ہوا

پردۂ دیوانگی میں اس کی عقبیٰ بن گئی
یا علیؑ جسکو تمہاری زلف کا سودا ہوا

ہم تو جو سمجھے ہیں اے مولا وہ ہو لاریب تم
ہاں مگر قوم نصیری کو بڑا دھوکا ہوا

دید کے قابل ہے یہ دور فلک کا انقلاب
تیرھویں کو چودھویں کا چاند ہی نکلا ہوا

لہریں کوثر کی بڑھیں گی منظر استقبال کو
جب اٹھوں گا قبر سے انگڑائیاں لیتا ہوا

قصیدہ در مدح امیر کائنات علیہ السلام

پہلے بھی گو مقدس تھا آستانِ کعبہ
ہے تیرھویں سے لیکن کچھ اور شانِ کعبہ
ہے دیکھنے کے قابل اسوقت شانِ کعبہ
کعبہ بنا ہے پیکر حیدرؑ ہے جانِ کعبہ
ہیں اپنی دُھن کے پورے کیا میکشانِ کعبہ
ہاتھوں میں جام لب پر ہے داستانِ کعبہ
بیجان مورتیں ہیں رتبہ شناسِ حیدرؑ
سجدے کو جھک گئے ہیں سارے بتانِ کعبہ
ظاہر میں ہے یہ دھوکا دیوار شق ہوئی ہے
ہنستی ہے آج ہر اک خشتِ مکانِ کعبہ
ہے بندِ بابِ کعبہ دیوار در بنی ہے
حیرت سے دیکھتے ہیں سب خادمانِ کعبہ

بنتِ اسد مبارک مقبولِ خلق بچہّ
دیتے ہیں یہ دعائیں سب عارفانِ کعبہ
قدرت کے راز باہم دونوں میں کھل رہے ہیں
ہے ایک طفلِ کعبہ اور اک جوانِ کعبہ
آوازِ حمدِ باری بچےّ کے منہ سے سُن لو
تکبیر کہہ رہی ہے گویا زبانِ کعبہ
مثلِ علیؑ نہیں ہے کوئی خدا کا بندہ
مقتل میانِ مسجد مولد میانِ کعبہ
ممکن نہیں حرم میں نامحرموں کو آنا
جبریلؑ سا فرشتہ ہے پاسبانِ کعبہ
پایا جو ہے خدا کے گھر سے گلِ امامت
پھولے نہیں سماتے ہیں دوستانِ کعبہ
اسکی بزرگیوں کو اللہ جانتا ہے
دنیا میں آتے ہی ہو جو میہمانِ کعبہ
تیرہ ۱۳ رجب کی آئی دیتی ہوئی صدائیں
ہُشیار ہو کے بیٹھیں بس اب بتانِ کعبہ

مصروف بندگی ہوں اب شوق سے تمامی
آئے قدم علیؑ کے نکلا بتانِ کعبہ

جنت کی سرزمیں پر جیسب ناز ہے زمیں کو
پھر تیرا کیا ٹھکانا اے آسمانِ کعبہ

اک ماں ہے ایک بچہ احمد ہیں ذاتِ حق ہے
منزل پہ آ کے ٹھہرا ہے کاروانِ کعبہ

اک بندۂ خدا کے قدموں پہ گر رہے ہو
بس ہو چکی خدائی کیوں اے بتانِ کعبہ

شانِ خدا ہے منظر بس روک اب زباں کو
تو اور ثنائے حیدر! تو اور بیانِ کعبہ

قصیدہ در مدح امیر المومنین علیہ السّلام

کچھ ایسا خوش کیا روزِ مسرت آفریں تو نے
کہ سب عیدیں بھلادیں اے رجب کی تیرھویں تو نے

خلیل اللہ کی محنت سوارت کرہی دی آخر
جو خاتم بے نگیں تھا جڑ دیا اس پر نگیں تو نے

نئی آمد، نیا مولد، نیا در، اور نیا رستہ
نئی ہر چیز پائی یا امیر المؤمنیں تو نے

خدا خود میزبانی کر رہا ہے کردیا ثابت
جہاں پیدا ہوا تھا تین دن رہ کر وہیں تو نے

نہ دیکھا واجب التعظیم چہرہ ماں کا بُت جیسے
مگر بوئے محمدؐ پا کے آنکھیں کھولدیں تو نے

عبادت چھوڑ کر، تیری زیارت کو ملک آئے
فلک سے اونچی کردی آج کعبے کی زمیں تو نے

تری مدح و ثنا' بیں کیا' فرشتوں سے نہیں ممکن
بڑے اوصاف پلے ہیں نبیؐ کے جانشیں تونے
امامت حقِ برحق تھا' امامت پر قناعت کی
نصیری کی خدائی پر ہمیشہ کی نہیں تونے
احد ہو' کربلا ہو' خیبر و خندق ہو' کچھ بھی ہو
کہیں اولاد نے تیری کیا کام اور کہیں تونے
شبِ ہجرت خدا سے کر کے سودا نفس کا اپنے
خدائی مول لے لی یا امیر المومنیں تونے
خلوصِ بندگی محویّت سجدہ ارے توبہ!
زمیں وہ ہو گئی کعبہ جہاں رکھدی جبیں تونے
محمدؐ کی دہائی دے اٹھے کافر بھی میداں میں
خدا یاد آ گیا جب بھی الٹ لی آستیں تونے
پریشاں ہے بہت بیماریوں سے روزمرّہ کی
بھلا رکھا ہے منظرؔ کو امیر المومنیں تونے

قصیدہ در مدح امیر المومنین علیہ السّلام بسلسلۂ غدیر خم

ذرّہ ذرّہ نورِ حیدرؑ سے درخشاں ہوگیا
دن دہاڑے خم کے میداں میں چراغاں ہوگیا
جو خلوصِ دل سے حیدرؑ کا ثنا خواں ہوگیا
ہوگیا کوثر بہ لب، کوثر بہ داماں ہوگیا
پردۂ دیوانگی میں اُسکی عقبیٰ بن گئی
چاک جس کا تیری الفت میں گریباں ہوگیا
مشکلوں کو آپ کی سچائیوں نے دی شکست
کہدیا جس کام کو آساں وہ آساں ہوگیا
ہو رہی ہے بارشِ گلہائے مدحِ بوتراب
جنّتِ دنیا غدیرِ خُم کا میداں ہوگیا
ہوگیا جس کو ترے ہاتھوں کا دھوون بھی نصیب
اُسکی قسمت کا ستارہ ماہِ تاباں ہوگیا

ذوالفقارِ حیدرِ کرار لے آڑے آگئی
کفر جب اسلام سے دست و گریباں ہوگیا
بڑھ گئی ہر عید سے تیری خوشی عیدِ غدیر
روشنی گھر گھر ہوئی در در چراغاں ہوگیا
مشکلوں میں دیکھکر صبر و تحمل کو ترے
پھر وہ حیراں ہی رہا جو کوئی حیراں ہوگیا
روزِ خندق ایک ضربت کا تمھاری یا علیؑ
کیا بتاؤں کسکے کسکے سر پہ احساں ہوگیا
تونے پتھر کے خداؤں سے خدائی چھین لی
تیرے ہاتھوں سے بڑا کارِ نمایاں ہوگیا
دیکھکر تارا علیؑ کے گھر پہ عقلیں اُڑ گئیں
تھیں امیدیں اور کچھ، کچھ اور ساماں ہوگیا
شامِ ہجرت اے بچانے والے پیغمبر کی جان
آج تیرا فطرتِ احساں پہ احساں ہوگیا
مدحِ اہلبیت میں منظرؔ ہیں کتنی برکتیں
چند شعروں کا قصیدہ منظرستاں ہوگیا

قصیدہ در مدح حضرت امیر المومنین علیہ السلام

جدھر دیکھو ادھر محفل میں دورِ جام ہے ساقی
کسی لبریز ساغر پر مرا بھی نام ہے ساقی

اگر ایسے میں پی جاوں تو کیا الزام ہے ساقی
چھلکتا جام اک توبہ شکن پیغام ہے ساقی

میں تشنہ ہوں مرے ہاتھوں میں خالی جام ہے جبتک
میں کیا سمجھوں کہ اس محفل میں کسکا نام ہے ساقی

کوئی ہے اس بھری محفل میں جو میرے لئے کہدے
کہ یہ اللہ کا بندہ بھی تشنہ کام ہے ساقی

چھلکنے دے نہ ساغر کو بکھرنے دے نہ پھولوں کو
کہ میرے دل کے ارمانوں میں اک کہرام ہے ساقی

میں پیتا ہوں بہت پیتا ہوں اور دن رات پیتا ہوں
پھر اس کا ذکر ہی کیا جو شکایت عام ہے ساقی

ابھی تک خیر تشبیب و غزل جو کچھ بھی تھی پڑھ لی
مگر اب سن کہ مطلع قابلِ انعام ہے ساقی

مطلعِ مدح

عجب کیا ہے جو ہر بُت لرزہ بر اندام ہے ساقی
ترا آغاز کُلِ کفر کا انجام ہے ساقی
شجاعت گر ترے ان تیوروں کا نام ہے ساقی
تو پھر فتح و ظفر انگڑائیوں کا کام ہے ساقی
الٰہی میکدہ کعبہ بنا تیرا زچہ خانہ
خدائی میں یہ پہلا اور آخر کام ہے ساقی
کسے یہ دن میسر پی لے اور دل کھولکر پی لے
زباں محبوبِ حق کی تیری مے کا جام ہے ساقی
شبِ ہجرت جو تلواریں نہیں ہیں چھریاں پھولو نکی
تو پھر ایسے میں سو رہنا ترا ہی کام ہے ساقی
یہ کارِ حق یہ دست و پا یہ دوشِ پاکِ پیغمبرؐ
مبارک ہو تری معراج کا ہنگام ہے ساقی
جو تو چاہے تو دن کو چاند نکلے رات کو سورج
ترے قبضے میں نظمِ گردشِ ایام ہے ساقی

نہ ڈھونڈھ اس کو ابھی ارشور سے بسم اللہ کر پہلے
اُسے جی لینے دے کچھ جسکا مرحب نام ہے ساقی

خدا منظر سے چھڑوائے نہ دامانِ کرم تیرا
اسے تو حشر کے دن بھی تجھی سے کام ہے ساقی
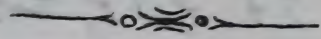
قصیدہ در مدح امیر المومنین علیہ السّلام
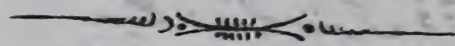
ترے ہاتھوں سے پینے کا جسے آزار ہے ساقی
وہ اپنے وقت کا اک میثم تمار ہے ساقی

ضرورت تھی کبھی مے کی نہ اب درکار ہے ساقی
محبت میں تری دل بے پئے سرشار ہے ساقی

میں پینا چاہتا ہوں تو ترے دستِ مبارک سے
مجھے تو بس یہی دھُن

مرے ہونٹوں تک آئے جام دستِ غیر سے تو بہ
بڑی مشکل، بڑی مشکل

میں اپنی دھن کا پورا ہوں پیوں کا تیرے ہاتھوں سے
مجھے معلوم ہے تو مالک و مختار ہے ساقی
تو اپنا نفس دیکر لے چکا ہے مرضیاں حق کی
ترے قبضے میں اب اللہ کی سرکار ہے ساقی
وہ دنیا ہو کہ عقبیٰ ہو وہ جنت ہو کہ ہو کوثر
خدا مالک ہے سب کا تو مگر مختار ہے ساقی
میں تجھ سے طالبِ پروانۂ جنت ہوں جیتے جی
مجھے تو زیست میں کوثر کی مے درکار ہے ساقی
طلب کرنیکو تجھ سے جام ہمت چاہیئے دل میں
نبیؐ کا رعب تو اللہ کی تلوار ہے ساقی
زمانے کے لئے خاکِ قدم اکسیر ہے اس کی
مسیحا ہے مسیحا جو ترا بیمار ہے ساقی
یہ شیشے لڑتے ہیں یا نغمے کرتا ہے حسیں کوئی
ارے توبہ بڑی توبہ شکن جھنکار ہے ساقی
ذرا واعظ کو سمجھا دے نہ چھیڑے بادہ خوار دنکو
دلوں پر نامِ توبہ آجکے دن بار ہے ساقی

سخاوت کیا شجاعت کیا عبادت کی طہارت کیا
ترا ہر کام تیری زیست کا شہکار ہے ساقی

لگا لایا رہِ حق پر بہت گم کردہ راہوں کو
ترا مدہوشِ الفت تو بڑا ہشیار ہے ساقی

جسے شانِ الوہیت نظر آتی نہیں تجھ میں
وہ اندھا تو نہیں، لیکن نظر بیکار ہے ساقی

وہ بے پروانۂ جنت بھی جا سکتا ہے جنت میں
ہے تجھ سے عشق جس کو اس کا بیڑا پار ہے ساقی

خدا محفوظ رکھے اسکے سائے سے بھی منظر کو
وہ دشمن ہے ترا جس پر خدا کی مار ہے ساقی

قطعات در مدح حضرت امام حسن علیہ السلام

کبھی زمیں پر نہ آنے والے خوشی خوشی آج آ رہے ہیں
سنو سنو میں بتاؤں کیا ہے ملک جو شادی رچا رہے ہیں
علی و شبرؑ یہ باپ بیٹے عجیب بندے ہیں دونوں حق کے
خدا کا گھر وہ بسا چکے تھے نبیؐ کا گھر یہ بسا رہے ہیں

★

نبیؐ سے خُلقِ عظیم والے علی کے مانند صف شکن تھے
خلاصۂ مدح شاہ یہ ہے کہ تھے اور اک فرد پنجتن تھے
زمانہ جس کا بھی مقتضی تھا وہی بنایا شعار اپنا
خموشیاں مصلحت تھیں ورنہ حسینؑ سے بھی بڑے حسنؑ تھے

اب کی آئی ہے تو کچھ ایسی بہار آئی ہے
کہ بہ حیرت نگراں چشم تماشائی ہے
پڑ رہی ہے حسنی رنگ کی عالم پر چھوٹ
آج اُودی کے عوض سبز گھٹا چھائی ہے

★

حسن نے بیعتِ فاسق اگر جھوٹوں بھی کی ہوتی
تو کب یہ داستانِ کربلا میں دلکشی ہوتی
بڑے بھائی کا پیرو بننا پڑتا چھوٹے بھائی کو
رسول اللہ کی محنت ہاتھ مل کر رہ گئی ہوتی

قطعات در مدح سلطان کربلا علیہ الصلوٰۃ والسلام
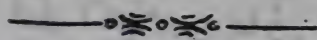
کل نہ جانا گیا احمدؐ کے دُلارے ہیں حسینؑ
کل نہ سمجھا کوئی اللہ کے پیارے ہیں حسینؑ

آج حق نے جو انھیں مرضیاں دیدیں اپنی
تو جسے دیکھو وہ کہتا ہے ہمارے ہیں حسینؑ

حق یہ کہتا ہے کہ احمدؐ کے دُلارے ہیں حسینؑ
قولِ احمدؐ ہے کہ اللہ کے پیارے ہیں حسینؑ

یہ اگر سچ ہے تو اللہ و پیمبرؐ کی قسم
بڑی مشکل ہے یہ کہنا کہ ہمارے ہیں حسینؑ

لیجے وہ بھی آگیا مظہر خدا کی شان کا
نصف حصہ دار باقی تھا جو کُل ایمان کا

لیکے آغوش محبت میں یہ کہتے ہیں رسولؐ
تیسرا پارہ یہی ہے بولتے قرآن کا

★

پسند انداز کرنا اور اس انداز کے بدلے
نظر انجام پر جاتی مری آغاز کے بدلے
حسینؑ ابن علیؑ! فطرس کی جا پر میں اگر ہوتا
تمھیں کو مانگتا تم سے، پرِ پرواز کے بدلے

★

حسینؑ آپ کے گھر میں کیا شے نہ آئی
نبوّت ملی اور امامت بھی پائی
غلط دی نصیری نے، لیکن! ملی تو
رہی جا رہی تھی جو باقی خدائیؑ

★

بڑے بڑے بار سر پہ لے کر بڑی مشقّت سے رہبری کی
لہو کے دریا عبور کر کے دکھا دی صنعت شناوری کی
کسی کی اُمّت کے کام آئے کسی کے بدلے میں جان دے دی
قسم خدا کی حسینؑ تم نے امام ہو کر پیمبری کی

★

ہمیں امام اور حسنؑ کو بھائی نبیؐ کو لختِ جگر مبارک
جناب زہرا کو راحتِ جاں علیؑ کو نورِ نظر مبارک
یہ کہہ کے میں چاہتا تھا چپ ہوں کہ اک صدا آئی آسماں سے
نہ بھولو منظرؔ مجھے نہ بھولو، کہو کہ فطرس کو پر مبارک

(رسول اسلام کو شادماں دیکھ کر ان سے سوالِ منظرؔ)

دل کہ دل کا کوئی مدعا مل گیا
کچھ کسی نے دیا یا پڑا مل گیا
آپ اور اتنے خوش اسقدر شادماں
یا حبیبِ خدا آج کیا مل گیا

(رسول اسلام کا جواب)

ہنس کے بولے بتا دیں کہ کیا مل گیا
اور اک گوہرِ بے بہا مل گیا
کُلِ ایماں کے حصے تھے دو کل تلک
آج پھر ایک سے دوسرا مل گیا

(سوال کرنے والے سے رسول اسلام کا خطاب)

پوچھا منظرؔ بتا تجھکو کیا مل گیا
عرض کی اک بڑا آسرا مل گیا
یا رسولِ خدا میں تو ہوں اتنا خوش
مجھ کو جیسے کہ میرا خدا مل گیا

(نصیری سے سوال شاعر)

میں نے پوچھا نصیری سے کہ کیا مل گیا
کیا تجھے اور کوئی خدا مل گیا
بولا منظر کہو اور کافر مجھے
لو خدا اور اک تیسرا مل گیا

★

پا کے سب کچھ گنوا دیا تو نے
کیوں نہ خود شہ کو لے لیا تو نے
بال و پر ہی پہ اکتفا کر لی
ہائے فطرس یہ کیا کیا تو نے

★

آیا تھا یوں جیسے کوئی پھول مرجھایا ہوا
جا رہا ہے اس طرح جیسے کنول کھلتا ہوا
پا کے فطرس پھر حسینؑ ابن علیؑ سے بال و پر
اڑتا پھرتا ہے فلک پر کیسا اترایا ہوا

★

پنجتن میں سب سے تو چھوٹا تھا گو مولا حسینؑ
کام لیکن کر گیا اعلیٰ سے بھی اعلیٰ حسینؑ
بڑھ گئی فتح علی سے ظاہری تیری شکست
ان کی اک ضربت تھی افضل تیرا اک سجدہ حسینؑ

رباعیات در مدح حضرت ابوالفضل العباس علیہ السّلام

یہ رباعیاں لکھنؤ میں واقع درگاہ حضرت ابوالفضل العباسؑ کی منعقدہ محفل قصیدہ خوانی میں پڑھی گئیں۔ پہلی رباعی اسوقت کے ماحول کے مطابق ہے،

—— ❊ ——

عباس! ترے طفیل حق راہ میں ہوں
تاریکیوں سے دور شب ماہ میں ہوں
اسوقت ہے معراج پہ معراج مجھے
منبر پہ ہوں اور پھر تری درگاہ میں ہوں

★

وہ رعب کہ دریا کی روانی رک جائے
وہ داب کہ بہتا ہوا پانی رک جائے
عباس کی آمد سے ہے یہ حالِ فرات
جاتی ہوئی جیسے کہ جوانی رک جائے

★

سب جانتے ہیں کسکی بنائی ہی فرات
اور فاطمہؑ نے مہر میں پائی ہی فرات
پانی کے لئے ہاتھ کٹانے والے
اب تو ترے بازو کی کمائی ہی فرات

★

کچھ اصل نہ سمجھی کسی دشواری کی
ہر حال میں بیکسونکی غمخواری کی
فرزندِ امیرِ دوجہاں کیا کہنا!
کی دو ہی پہر مگر علمداری کی

★

ہے واقعی کم ہے درحقیقت کم ہے
کوثر کم ہے واللہ جنت کم ہے
شبیرؑ کی خدمتوں کے بدلے عباسؑ
مل جائے اگر بہقیں امامت کم ہے

★

لاکھوں میں کوئی ایک نہ سر بر ہوتا
عباسؑ کا زور زورِ حیدرؑ ہوتا
افسوس کہ لڑنے کی اجازت نہ ملی
ورنہ درِ کوفہ درِ خیبر ہوتا

★

آنے کو بڑے بڑے وصی ہاتھ آئے
لیکن یہ بہادر نہ کبھی ہاتھ آئے
ویسا ہی حسینؑ آپ نے پایا بھائی
جیسے کہ پیمبرؐ کو علیؑ ہاتھ آئے

قطعات

نبیؐ کی روح و جاں یا فاطمہ کا دل ربا ہوگا
کوئی کیا جانے تجھکو تو جواں ہوگا تو کیا ہوگا
علیؑ سے پوچھئے عباسؑ کی بابت تو کہدیں گے
کہ میں ہوں کلِّ ایماں اور یہ کُلِّ وفا ہوگا

(دیگر ہم طرح)

جشنِ میلادِ مبارک کی خبر پائے ہوئے
ساتھ ہیں سب کربلا والوں کو بھی لائے ہوئے
جس کو جو جو مانگنا ہو مانگ لے جی کھول کے
آج ہیں درگاہ میں عباسؑ خود آئے ہوئے

★

دل میں ہنسنے اور ہنسانے کی قسم کھائے ہوئے
شاد ہیں سب دولتِ دنیا و دیں پائے ہوئے
مل گیا ہے اک سہارا اور جو بخشش کا آج
کیسے شیعہ پھرتے ہیں ہر سمت اترائے ہوئے

★

احمدؐ و حیدرؑ بھی ہیں تکلیف فرمائے ہوئے
حضرت شبیرؑ اور شبرؑ بھی ہیں آئے ہوئے
آج کے دن کی خوشی میں اور سب کے ساتھ ساتھ
حضرتِ حجتؑ نقابِ رخ ہیں سرکائے ہوئے

★

ہر حسین اپنی جگہ ہے سر کو نہوڑائے ہوئے
سرد ہیں سب مصر کے بازار گرمائے ہوئے
ماہ و انجم کی حقیقت کیا ہے منظر آج تو
حضرتِ یوسف نظر آتے ہیں شرمائے ہوئے

(دیگر قطعات ہم وزن)

وہی اندازِ نور ہے مولا | وہی ماحول طُور ہے مولا
کہہ رہی ہے یہ ہیبتِ درگاہ | آج تُو یاں ضرور ہے مولا

★

میں کروں کیا تری ثنا مولا | تیرا مدّاح ہے خدا مولا
تو وفا کے لئے ہوا پیدا | تجھ سے پیدا ہوئی وفا مولا

★

سر میں سودائے غم لئے مولا | دل میں رنج و الم لئے مولا
ہم تو جائیں گے حشر میں بھی یونہیں | یہ ہی تیرا علم لئے مولا

★

ہوگیا کیا یہ ناگہاں مولا
بن گیا فخرِ دو جہاں مولا
ہوں گی ام البنین ہو نگی کبھی
اب تو زہرا ہے تیری ماں مولا

★

بحر میں اضطراب ہے مولا
موجوں میں پیچ و تاب ہے مولا
بے سبب ہے تو نے پھینک دیا
آب بے آب و تاب ہے مولا

★

بھاگی دریا سے موجِ کیں مولا
ابھری ہر موج تہ نشیں مولا
مشک میں رعب سے بھر آیا آب
تو نے اُلٹی جو آستیں مولا

★

شبیرؑ کھتے بڑے وہ پیشوائی پاتے
شبیرؑ جہاں کی رہنمائی پاتے
بٹتے اگر اوصافِ علیؑ کے حصے
عباس نصیری کی خدائی پاتے

مختصر نظم در مدح حضرت ابوالفضل العباس علیہ السلام

نہ اپنے وقت کا کیوں بوتراب ہو جائے
جسے نصیب ترا سا شباب ہو جائے
حسینؑ بھائی کو دے کر علم یہ چاہتے ہیں
علیؑ کا لعل علیؑ کا جواب ہو جائے
علیؑ کے ساتھ سقایت نہ کیوں کرے ہر حشر
جہاں ہیں جس کا بہشتی خطاب ہو جائے
تو ہے وہ ذات جو مظلومی و شجاعت میں
کہیں حسینؑ کہیں بو تراب ہو جائے
ہزار زندگیاں اس کی موت پر قرباں
جو ابن بنتِ رسالتمآب ہو جائے
بنیں گے دستِ علمدار شافعِ محشر
یہ حشر ہو گا تو یا رب شتاب ہو جائے

اخیر امام وہی آخری محمدؐ ہو
ترا علم جبھی اب دستیاب ہو جائے
نہ چھوٹے دامنِ عباس ہاتھ سے منتظر
خراب ہوتی ہے دنیا خراب ہو جائے

قصیدہ در مدح حضرت سید الساجدین امام زین العابدین علیہ السلام

زیست ہے میری غم آزار زین العابدینؑ
مجھ کو رہنے دے یوں ہی بیمار زین العابدینؑ
میں مسیحائی کا تیری دل سے قائل ہوں مگر
رحم کر دے مالک و مختارِ زین العابدینؑ
دل جگر دونوں کو میرے مجھ سے کر دے بے نیاز
ایک ہو مدہوش اک سرشار زین العابدینؑ
مجھ کو جینے دے اسی غم میں یں موت دے
میری آنکھوں میں ہے حالِ زار زین العابدینؑ
اُن کے تلوؤں کے تصدق اُنکے چھالوں پر نثار
چبھ رہے ہیں دل میں اتنک خار زین العابدینؑ

ہر مسرت کا مزہ ملتا ہے اس غم میں مجھے
ہائے کیا غم ہے غمِ آزارِ زین العابدینؑ

ایک دو غم میں نہیں نکلے گی اس دل کی بھڑاس
سب کے سب دیدے مجھے آزارِ زین العابدینؑ

وہ کبھی دے مجھ کو کلیجے سے لگانے کے لئے
ہو گئے ہوں جو اتم بیکارِ زین العابدینؑ

میں اسی دن سے سیادت پر اکڑنا چھوڑ دوں
جب سے سب کہنے لگیں غمخوارِ زین العابدینؑ

میرے مالک تو مجھے اسوقت تک بیمار رکھ
ہو نہ جائے جب تلک دیدارِ زین العابدینؑ

میری خلقت بھی تو کی تو نے انھیں کی نسل سے
میں حقیقت میں ہوں ورثہ دارِ زین العابدینؑ

کرتے اظہار قرابت شرم آتی ہے مجھے
ہیں وطیرے میرے دل آزارِ زین العابدینؑ

ہوں تلک میں اور نہ میرے پاس نفسِ مطمئن
میں کہاں سے لاؤں وہ ایثارِ زین العابدینؑ

حضرتِ سبطینؑ و زہراؑ کی قسم سب ایک ہیں
کارِ احمدؐ کارِ حیدرؑ کارِ زین العابدینؑ

مدتیں گذریں کہ جب سودا ہوا تھا نفس کا
اور ابھی تک گرم ہے بازارِ زین العابدینؑ

جنت و فردوس و کوثر سب سے آنکھیں پھیر لیں
مل گیا جب سایۂ دیوارِ زین العابدینؑ

مدح خواں ہے آجتک خود ہی نگاہِ ممتحن
کون اُٹھا سکتا ہے توبہ! بارِ زین العابدینؑ

کربلا سے کوفہ اور کوفے سے لیکر شام تک
ہر قدم تھا گویا اک شہکارِ زین العابدینؑ

کھل رہا ہے قسمتِ مہماں کا زنگ آلود قفل
دُھل رہے ہیں دستِ گوہر بارِ زین العابدینؑ

ہم تو جب جانیں فدک کی طرح وہ بھی چھین لو
باغِ جنت بھی تو ہے گلزارِ زین العابدین

پھر رہا ہے مطمئن بخشش سے منظر شاد شاد
حشر کو سمجھے ہوئے دربارِ زین العابدین

در مدحِ حضرت صاحب العصرؑ علیہ السّلام

قطعات

حقیقت سے پردہ ہٹانا پڑے گا — وہ چاند ایسا مکھڑا دکھانا پڑیگا
مشیت کہاں تک نہ بدلے گی مولا — تمھیں آخر اک روز آنا پڑے گا

★

نہ دردِ جگر کی دوا چاہتا ہوں — نہ کچھ مال و زر مانگنا چاہتا ہوں
مشیت کے بعد اپنے مرنے سے پہلے — تمھیں اک نظر دیکھنا چاہتا ہوں

★

دوستوں پر تو ترس کھایا کرو — تھوڑی سی تکلیف فرمایا کرو
سال بھر کے بعد آج اس بزم میں — آکے دم بھر کو چلے جایا کرو

★

سنائے جاتے ہیں نغمے مجھے سنوں کہ نہیں — یہ جام مفت کا ہی ہاتھ میں ہوں کہ نہیں
بغیر آپ کے بے کیف ہو رہی ہے حیات — بتائیے کہ ابھی اور کچھ جیوں کہ نہیں

★

لا دوا ہے دردِ فرقت کیا کریں
دُور ہے روزِ قیامت کیا کریں
توبہ توبہ ! جز خموشی و سکوت
حضرتِ حجت سے حجّت کیا کریں

★

سجایا پھولوں سے بستر تو کچھ مہک نہ ملی
تمھارے غم میں پلک سے کبھی پلک نہ ملی
خیال آئے ہزاروں، ہزاروں دیکھے خواب
مگر کسی کی بھی تعبیر آج تک نہ ملی

★

آج مالک مرے ایسا کوئی ساماں ہو جائے
میرا مولا اسی محفل میں نمایاں ہو جائے
مسکرائی تھی وہاں دن کو جدارِ کعبہ
یہاں دیوار کوئی رات کو خنداں ہو جائے

★

ہجر کی راتوں میں دل بہلاؤں کیونکر کیا کروں
کب تک گِن گِن کے تارے اشک برسایا کروں
کم سے کم مولا مرے ایسی بتا دو کوئی بات
تم مجھے دیکھو نہ دیکھو میں تمھیں دیکھا کروں

★

مرے دامنوں سے اُلجھے اِدھر آئے خار آئے
نہ خزاں یہاں سے جائے نہ کبھی بہار آئے
ہوں مریضِ دردِ فرقت میں یہار کیا کرونگا
مگر ان کو لیکے آئے تو ہزار بار آئے

★

کبھی چین دم بھر آئے نہ کبھی قرار آئے
مری آہ دل سے لب تک یونہیں بار بار آئے
مجھے وہ سے کے دردِ الفت مجھے بھول جانیوالے
وہ بنا دے میری حالت کہ تجھے بھی پیار آئے

★

وہ خوشی نہیں جو دل میں کبھی مستعار آئے
ہے ہوا کا ایک جھونکا جو کبھی کدھار آئے
مرے دل کی حسرتوں میں مرے باغِ آرزو میں
جو پلٹ کے پھر نہ جائے وہ سدا بہار آئے

★

منتوں کے بعد بھی تکلیف فرماتا نہیں
خواب میں بھی ہم غریبوں کے کبھی آتا نہیں
مصلحت پر تیری صدقے اے مرے مولا مگر
رہتے رہتے ایک جا کیا دم بھی گھبراتا نہیں

★

دلوں کو مبتلائے دردِ فرقت دیکھنے والے
خدا کی مصلحت اپنی ضرورت دیکھنے والے
نہ آ اچھا نہ آ تو خود انھیں کی شکل دکھلادے
وہ کیسے لوگ ہوں گے تیری صورت دیکھنے والے

★

حیدریؑ ہوں کہ حسینیؑ ہوں کہ شبّرؑ والے
فاطمی ہوں کہ ہوں اللہ و پیمبر والے
جنّتی سب ہیں مگر اے مرے مولا بخدا
جو تجھے دیکھ لیں بس وہ ہیں مقدر والے

★

بے خودی ایسا تو بنا دے مجھے یزداں والے
مجھ کو دیوانہ کہیں سب مرے ایماں والے
اور اگر تجھ کو ضرورت ہو تو یوں مجھکو پکار
آ اِدھر آ اِدھر او چاک گریباں والے

★

رسولوں سے بھی کچھ سوا کہنے لگتے
علیؑ جان کے کیا سے کیا کہنے لگتے
جو آنکھوں سے اوجھل نہ ہو جاتے مولا
تمھیں بھی نصیری خدا کہنے لگتے

آج کے دن مدحِ شہ کچھ یوں سنا دیتا ہوں میں
سال بھر کے غمزدوں کے غم بھُلا دیتا ہوں میں
مجھ کو اے منتظرِ امامِ عصرؑ کی سرکار سے
پھول، موتی جو بھی ملتے ہیں لٹا دیتا ہوں میں

آہیں بھریں گے ہم کبھی نالہ کریں گے ہم
جبتک نہ بولئے گا پکارا کریں گے ہم
شکوہ یہ ہے کہ پھر ہمیں آنکھیں فضول دیں
جب آپ جانتے تھے کہ پردہ کریں گے ہم

بدل کر زمانے کا نقشہ رہے گا
یہ مانا کبھی اُٹھ کے پردہ رہے گا
ترے عہد برحق، قیامت یقینی
مگر اتنے دن کون زندہ رہے گا

★

جنونِ عشق میں بھی احترام کرتا ہوں
اسی طرح دلِ وحشی کو رام کرتا ہوں
گھڑی گھڑی ترا نام آتا ہے زباں پہ مری
گھڑی گھڑی تجھے اُٹھ کر سلام کرتا ہوں

★

حقیقتیں جس میں ہونگی مضمر وہ کیسی شکلِ مجاز ہوگی
نہاں ہے جبتک وہ سّرِ حق ہے عیاں بھی ہوگی تو راز ہوگی
کرے گا جس جا اِمام اِمامت بنیگی پیرو جہاں نبوّت
دکھا دے وہ دن دکھا دے یارب کہ جس دن ایسی نماز ہوگی

★

ہم اس کو سمجھے ہوئے ہیں مولا کہ آ کے دنیا میں کیا کروگے
بڑے بڑوں سے جو رہ گیا ہے وہ حقِّ خدمت ادا کروگے
نبوّتوں اور امامتوں کے تمام بار اپنے سر پہ لے کر
جہاں پہ دنیا تمام ہوگی وہاں سے تم ابتدا کروگے

★

اٹھا دے جلدی اٹھا دے پردہ نہیں تو حد سے سوا کہینگے
یہ مانا ہم نے غلط کہیں گے جو کہنے والے خدا کہینگے
مگر الٰہی صفات والے! ذرا بتا تو ہی منصفی سے
جو ذات ہو اور نظر نہ آئے تو پھر اسے لوگ کیا کہینگے

★

نہیں اگر سامنے نظر کے تو کیا دلوں میں مکیں نہیں ہو
یہ وصف اللہ کا نہیں کیا کہ سب کہیں اور کہیں نہیں ہو
نگاہیں ہر سو تلاش کر کے بطور شکوہ یہ کہہ رہی ہیں
بڑے غضب کی ہے بات مولا تمھاری محفل تمھیں نہیں ہو

★

حسین تم سا، تم ایسا جواں یہاں کے لئے
تم ایسا نورِ مجسّم اور اس جہاں کے لئے
زمیں پہ بھیج دیا خیر! مصلحت اس کی
تمھیں تو چاند بنانا تھا آسماں کے لئے

★

پسِ فنا بھی یہی دُکھ سہوں خدا نہ کرے
میں دل کی دل ہی میں لیکر مروں خدا نہ کرے
نہیں نہیں مرے مولا! مجھے نہیں منظور
تم آؤ خلق میں اور میں نہ ہوں خدا نہ کرے

★

حُسن و حُسنِ شباب دیکھیں گے
خواب و تعبیرِ خواب دیکھیں گے
ہائے کیا خوش نصیب ہونگے وہ لوگ
جو تمھیں بے نقاب دیکھیں گے

★

کر کے کچھ ساز باز دیکھ لیا
تھا تصوّر پہ ناز دیکھ لیا
آپ کو آپ کے حجاب سمیت
ہم نے بندہ نواز دیکھ لیا

★

بعدِ مدّت سوال کرتا ہوں
سُنئے کچھ عرضِ حال کرتا ہوں
آپ کو مانگتا ہوں آپ ہی سے
آج میں بھی کمال کرتا ہوں

★

مری عرض میرا عریضہ ہے مولا — یہ منبر بھی اک موجِ دریا ہے مولا
بلا واسطہ جب مری سُن رہے ہو — تو پھر مجھ سے کاہے کو پردا ہے مولا

★

نبیؐ جد علیؑ تیرا دادا ہے مولا — مجھے یاد سب تیرا شجرہ ہے مولا
میں یوں کھینچ سکتا ہوں تصویر تیری — کہ جیسے ابھی تجھکو دیکھا ہے مولا

★

شکایت ہے کوئی نہ شکوہ ہی مولا — بس اب ایک یہ ہی تمنا ہے مولا
پکاریں مجھے آپ اور میں یہ کہدوں — کہ حاضر ہوں فرمایئے کیا ہے مولا

★

آہ میں تاثیر نالوں میں اثر آتا نہیں
کیوں مقدر اپنا راہِ راست پر آتا نہیں
سب دکھائی دے رہے ہیں بزم میں منظر مگر
جس کو آنکھیں ڈھونڈھتی ہیں وہ نظر آتا نہیں

★

خوش عقیدہ بھی نصیبی سے نہ ہو جائیں کہیں
آنکھ والے عقل کے اندھے نہ ہو جائیں کہیں
چھوڑیئے پردہ کہ یہ وصفِ الٰہی ہے حضور
اس کے بندے آپ کے بندے نہ ہو جائیں کہیں

★

اٹھے گا کب حجاب ان کا ابھی کچھ کہہ نہیں سکتے
چلے گا کب تلک پردا ابھی کچھ کہہ نہیں سکتے
بس اک امید ہے لے دیکے منظر روزِ محشر کی
مگر وہ بھی کب آئے گا ابھی کچھ کہہ نہیں سکتے
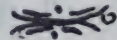
قصیدہ در مدح حضرت امام عصر علیہ الصلوٰۃ والسّلام

سال بھر کے بعد پھر آئی ہے انگڑائی مجھے
ہے کوئی ایسا جو بھر دے جامِ مینائی مجھے

نشۂ کم ہوتے ہی جیسے چونک اُٹھا میں جواب
پھر وہ اگلی چودھویں شعبان یاد آئی مجھے

اے مرے پردہ نشیں ساقی مرے آخر امام
پھر بنا اپنے تصوّر کا تماشائی مجھے

پھر وہی بارہ مہینے بعد والے جامِ مے
دے اسی انداز سے کہہ کہہ کے سودائی مجھے

پھر پئے تسکینِ دل دو چار ساغر ساقیا!
پھر ستاتا ہے مرا قلبِ تمنّائی مجھے

بڑھ چلے ہیں ہاتھ دامان و گریباں کی طرف
پھر بُھو کے دیر ہاہے ذوقِ رسوائی مجھے

پھر وہی پچھلے برس کی طرح میرا دل سنبھال
پھر لے آئی ہے امیدِ عزت افزائی مجھے
وہ ترا دستِ کرم وہ جامِ مے وہ روزِ عید
یاد آتے ہیں تو آجاتی ہے انگڑائی مجھے
مست ہو ہو کے وہ ہر اک شعر پر دینا شراب
یاد ہے وہ یاد ہے ہنگامہ آرائی مجھے
وہ ترے لطف و کرم پر اینڈ کر چلنا مرا
وہ مرے غیروں کا کہنا جل کے سودائی مجھے
رشکِ بے جا نے بنا ڈالے تھے وہ غیروں کے حال
اُن کی صورت دیکھ کر غیروں ہنسی آئی مجھے
کوئی دیوانہ سمجھتا ہے تو سمجھے شوق سے
ہے محبت میں تری منظور رسوائی مجھے
میں ابھی دیوانہ بننے کے لئے تیار ہوں
تو نظر آئے اگر بن کر تماشائی مجھے
تجھ کو دعویٰ اور مرے دل کو ہے تیرا اعتبار
لے میں ہوں بیمار دکھلا دے مسیحائی مجھے

حسرتیں تیری مرے تاریک گھر کی روشنی
یاد تیری ہے چراغِ شام تنہائی مجھے

جلوہ گاہِ ناز کے پردوں میں در آئے نگاہ
آج تجھ کو دیکھ لوں دیدے وہ بینائی مجھے

نیمہ شعباں ترے دن رات دونوں کی قسم
آج کی شام و سحر یکساں نظر آئی مجھے

قصیدہ در مدح امام عصر علیہ السلام

دلوں کا راز داں کب رونق افزائے جہاں ہوگا
مرے اللہ! کس دن ظاہر و باطن عیاں ہوگا

مشیت پر تری قرباں ہیں کیا قوم بھر میری
مگر کچھ حد بھی ہے آخر کہاں تک امتحاں ہوگا

سجائے محفلِ ارماں دل بیٹھے رہیں کب تک
تو جس کا میزباں ہے کب وہ اپنا میہماں ہوگا

شہِ دنیا و دیں کب پردۂ غیبت سے نکلیں گے
زمیں کب ہو گی اپنی کس دن اپنا آسماں ہو گا
خوشی اغیار سے چھین کر ملے گی کب ہمیں آخر
ہمارا رنج و غم کس دن نصیبِ دشمناں ہو گا
کریمی پر تری ہے ناز ہم کو اے کرم والے
تو جس پر مہرباں ہے کب وہ ہم پر مہرباں ہو گا
رہے خاموش بھی اور نالہ و فریاد بھی کر لی
تو کیا ہر فعل، ہر انداز اپنا رائیگاں ہو گا
خطا سے درگذر جانے بھی دے صدقہ کریمی کا
گناہوں کو بس اب رہنے بھی دے اے مہرباں ہو گا
قسم ہے تجھ کو سردارِ جوانانِ بہشتی کی
دکھا دے اک جھلک اس کی جو میرِ کارواں ہو گا
کب اُسکے پاؤں کے بوسوں سے یہ لب آشنا ہونگے
وہ جس کی پشت پر مہرِ نبوّت کا نشاں ہو گا
تو اسکو بھیج کر تو دیکھ کیا کیا لطف آتے ہیں
نصیری کو خدا، مسلم کو حیدرؑ کا گماں ہو گا

یقیں ہے دل کو وہ آخر نشانِ احمدؐ و حیدرؑ
بڑا بانکا حسیں ہوگا بڑا خوش رو جواں ہوگا

خرامِ ناز پر دل لوٹتے ہونگے زمانے کے
ادائیں دل ربا ہونگی تو کھڑا جانستاں ہوگا

ہماری عید کے سامان اس دن دیدنی ہونگے
کہ جب وہ سامرے سے واردِ ہندوستاں ہوگا

قصیدہ کہہ کے رکھنا چاہتا ہی تھا قلم منظر
کہ اک آواز آئی تیرا مطلب ہوگا ہاں ہوگا

یہ تپتی دھوپ ٹھنڈی چاندنی کی روشنی ہوگی
کہ مہتابِ امامت دن دہاڑے ضو فشاں ہوگا

قصیدہ باندازِ تمنّا حضرت حجۃ علیہ السّلام

دلوں کی تمنّا بھی بر لائیے گا
کہ پردہ ہی پردہ کئے جائیے گا

جو آپ بھی نہ تکلیف فرمائیے گا
تو پھر کیا قیامت میں کام آئیے گا

نگاہیں یہ کبتک بھری ہی رہینگی
کہانتک کلیجوں کو برمائیے گا

مسیحائیاں کام آئیں گی کس دن
عزیزوں پہ کبتک ترس کھائیے گا

قسم آپ کو آپ کی مصلحت کی
بتا دیجئے کب نظر آئیے گا

ہماری دعائیں، ہماری صدائیں
خموشی سے کبتک سُنے جائیے گا

بتا دیجئے آپ ہی وہ طریقے
کہیں کس طرح کس طرح آئیے گا

کریں کیا کہ دل مانتا ہی نہیں ہے
جہانتک بھلائینگے یاد آئیے گا

یہ مانا کہ ہے مصلحت پردہ لیکن
مقرر کوئی حد بھی فرمائیے گا

نہ سنئے گا میری نہ سنیئے گا دل کی
نہیں ملنے دیگا نہیں آئیے گا

تو پھر کام لیتے ہیں نالوں سے ہم بھی
سُنے جائینگے تو سُنے جائیے گا

اس اک دن پہ قربان نو عید کے دن
کہ جب چاند بن کر نکل آئیے گا

ابھی اُٹھ کھڑے ہونگے بیمار فرقت اگر آپ تکلیف فرمایئے گا

جو سُن پایئے گا مری غیر حالت خراماں خراماں چلے آیئے گا

قدم رکھے مشتاق آنکھوں کے اوپر دلوں کو مسلتے چلے جایئے گا

کریں گی غضب اور ترچھی نگاہیں بگڑیے گا جتنا سنور جایئے گا

نہیں رکھتے کچھ اور بیمار فرقت دوا کیجیے گا دعا پایئے گا

بچانے کو طعنوں سے ان منکروں کے چلے آیئے پھر چلے جایئے گا

مگر آپ سے جھوٹ کیوں بولیں مولا بتا دیں نہیں تو بگڑ جایئے گا

جب آجایئے گا تو دامن پکڑ کر کہیں گے کہ بس اب کہاں جایئے گا

جواب بھی نہ سنیئے گا فریادِ منتظر
تو پھر کیا دمِ واپسیں آیئے گا؟

جواب تمنا برزبان حضرت حجتہ علیہ السلام
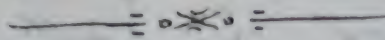
دلوں کی تمنائیں برلائیں گے ہم
کہ آئیں گے اور بے نقاب آئیں گے ہم
بہت کچھ قیامت میں کام آئیں گے ہم
کہ دوزخ سے جنت میں لیجائیں گے ہم
نگاہیں بھلا اور تم سے پھریں گی
تمھارے کلیجوں کو برمائیں گے ہم
مسیحائیاں آج بھی ہو رہی ہیں
چلو گل سے زائد ترس کھائیں گے ہم
قسم مصلحت کی عبث دے رہے ہو
نظر ہو تو اب بھی نظر آئیں گے ہم
تمھاری دعائیں تمھاری صدائیں
ہمیں بھا رہی ہیں سُنے جائیں گے ہم

سنو اور آسان سن لو طریقہ
پکارو گے جب دل سے آجائیں گے ہم
تمھارے ہی دل گر نہ بے چین ہونگے
تو کیا کوئی غیروں کو یاد آئیں گے ہم
رہی مصلحت مصلحت ہے خدا کی
وہ جب حکم دے گا چلے آئیں گے ہم
سنیں گے تمھاری، تمھارے دلوں کی
ضرور آئیں گے اور ضرور آئیں گے ہم
نہیں، تم کو نالوں کی حاجت نہ ہوگی
ارادوں سے پہلے چلے آئیں گے ہم
دلوں سے ذرا چھٹ لے ابرِ کدورت
تو پھر چاند بن کر نکل آئیں گے ہم
جو سن پائیں گے غیر حالت تمھاری
خراماں نہیں دوڑ کے آئیں گے ہم
ہمیں ترچھی نظروں سے کیا واسطہ ہے
جو بگڑینگے اور پھر سنور جائیں گے ہم

دوا کا عوض سیم و زر ہی نہیں ہے
ہزاروں کی دولت دعا پائیں گے ہم
نہ طعنے نظر آئیں گے اور نہ منکر
تمھیں تم رہو گے جب آجائیں گے ہم
مگر اک ذرا اپنے عادات بدلو
تمھیں ڈر نہیں ہے بگڑ جائیں گے ہم
تمھیں روکنے کی ضرورت نہ ہو گی
جب آجائیں گے پھر کہاں جائیں گے ہم

قصیدہ در مدح حضرت ولی عصر علیہ السلام

ہر اک گام پر دل پسا جا رہا ہے — خراماں خراماں یہ کون آ رہا ہے

تو ہے کون اے آنیوالے بتا دے — تری سمت کیوں دل کھنچا جا رہا ہے

تری چال میں شان ہے رہبری کی — ترا جلوہ کچھ اور فرما رہا ہے

ہیں بیکار یہ دوہری تیری نقابیں — کہ جب نور رخ کا چھنا جا رہا ہے

نبیؐ ہو تو کہدے حبیب خدا ہوں — بتا جلد کیوں دل کو تڑپا رہا ہے

علیؑ ہو تو کہدے وصی نبیؐ ہوں — کہ حق بات میں کیوں تو شرما رہا ہے

حسنؑ ہے کہ شبیرؑ او آنے والے — نگاہوں کو دھوکا ہوا جا رہا ہے

تو زینؑ العبا ہے کہ باقرؑ کہ صادقؑ — تجھے آج کل کیا کہا جا رہا ہے

پکاروں تجھے کہہ کے موسیٰؑ کاظم — کہ یہ نام تجھ پر کھپا جا رہا ہے

رضاؑ کہنے پر مسکرا دینے والے — میں مرتا ہوں تجھ کو مزہ آ رہا ہے

تقیؑ ہو تو کہدے نقیؑ ہو تو بول اٹھ — خموشی سے کیوں دل کو برما رہا ہے

حسنؑ عسکری ہو تو للہ کہہ چپ — کہ سینے میں اب دم گھٹا جا رہا ہے

نہیں ہے اگر انمیں سے کوئی بھی تو — تو بس راز تیرا کھلا جا رہا ہے

تو ہی ہے تو ہی ماہِ آغوش نرجس جبھی آج کچھ چاند شرما رہا ہے
زمانہ کہے تجھ کو مہدی آخر مرے دل کو کچھ اور یاد آرہا ہے
مجھے تو بنصِ حدیثِ پیمبرؐ
احمدی محمدؐ نظر آرہا ہے
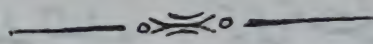
قصیدہ در منقبت حضرت امام عصر علیہ السلام

یہ قصیدہ ۲۵ شعبان کو قریب ۳ بجے شب کے حکیم مظفر حسین صاحب اعلی اللہ مقامہ کے دولتکدے پر پڑھا گیا۔
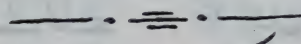
ہاتھوں میں ذوق و شوق کی دنیا لئے ہوئے
اب کی ہوں دل بجائے عریضہ لئے ہوئے
موسیٰؑ بنا دیا ہے مجھے خطِ شوق نے
اپنے حساب ہوں یدِ بیضا لئے ہوئے
پچیسویں۲۵ کو تین۳ بجے رات کے قریب
دریا پہ آگیا ہوں تمنا لئے ہوئے

مشہور روز چودھویں شعباں کا چھوڑ کے
شوق آیا ہے فقط مجھے تنہا لئے ہوئے

اس وقت وہ ہجومِ خلائق نہیں یہاں
میں دل لئے ہوں دل ہے تمنّا لئے ہوئے

میرے امام اے مرے پابندِ مصلحت
دل ہے تمھاری سمت سے شکوہ لئے ہوئے

اب تم کو اختیار سنو اس کی یا مری
شکوہ لئے ہے دل میں قصیدہ لئے ہوئے

ڈوبے ہوئے ہیں دونوں مگر رنگِ عشق میں
دل ہے گدازِ نالہ میں نغمہ لئے ہوئے

اچھا تو یہ ہے سننے کو دونوں کی آؤ یوں
رُخ سے ہٹا کے ہاتھ میں پردا لئے ہوئے

دم بھر کو اِذن لے کے خدائے کریم سے
آؤ بہارِ سامرہ مولا لئے ہوئے

اک بار آنکھیں سینک کے حسنِ جمال سے
پلٹوں نظر میں حسن کی دنیا لئے ہوئے

دریا پہ آکے کانپ رہے تھے دل و جگر
آنکھوں میں تھا جو طور کا نقشہ لئے ہوئے
موسیٰ سے ملتی جلتی جو تھی آرزوئے دل
ہر ہر قدم پہ غش کا تھا خطرہ لئے ہوئے
پھر بھی تمھاری یاد کو منظر لئے تھا یوں
یوسفؑ کو جیسے ساتھ زلیخا لئے ہوئے

مختصر نظم در مدح حضرت امام زماں علیہ السّلام

آج کے دن کا تقابل ہے نہ شب کا کوئی جوڑ
عید ہے اور عید بھی دنیا کی عیدوں کا نچوڑ
یہ مسرت آفریں شب سو کے کھونے کی نہیں
آج کی سی عید پھر دنیا میں ہونے کی نہیں
یہ بہارِ نور پاش، اور یہ چراغاں پھر کہاں
یہ زمیں پر آسماں کا ماہ تاباں پھر کہاں

جو نہ آئے گی کبھی پھر وہ بہار آئی ہے آج
پھول برساتی ہوئی روشن گھٹا چھائی ہے آج

ہو اگر ممکن تو آنکھیں عمر بھر سینکا کروں
یہ بہاریں یہ فضائیں عمر بھر دیکھا کروں

ہم نشینی لالہ و گل کی اثر دکھلا گئی
آج تو کانٹوں میں بھی پھولوں کی خوشبو آگئی

دامنوں میں پھول بھر لو جسقدر بھی آسکیں
لوٹ لو جتنی بہاریں آج لوٹی جا سکیں

کیا بتاؤں آج کیا ہے اور کیا ہونیکو ہے
آج پیدا آخری مشکل کشا ہونے کو ہے

آتا ہے وہ رازِ خلقت سے جو بیگانہ نہیں
آکے دنیا میں جسے دنیا سے پھر جانا نہیں

کیا بتائے نام اُس کا کیا کہے منظر اُسے
آخری احمدؐ کہے یا ثانیِ حیدرؑ اُسے

———ه ═ ه———

مختلف رباعیات

ہر روز اک آفت نہیں دیکھی جاتی
ہر روز قیامت نہیں دیکھی جاتی
باقی ہے اگر زیست تو دیدے صحت
مجھ سے مری حالت نہیں دیکھی جاتی

★

تربت میں علاج غم فرقت کرلوں
مولا مرے آئے ہیں زیارت کرلوں
تھم جاؤ نکیرین میں دیتا ہوں جواب
جاں دینے کی محنت تو سوارت کرلوں

★

کچھ ایسا غمِ شاہ میں سرشار ہوں میں
بخشا ہوا جیسے کہ گنہگار ہوں میں
محشر میں ملے گی کہیں کچھ قیمتِ اشک
اور آج سے جنت کا خریدار ہوں میں

★

کچھ لطف کوئی مزا کہانی میں نہیں
انداز جوانی کے جوانی میں نہیں
جس دن سے ہوئے شہید پیارے اکبرؑ
اُس دن سے وہ آب و تاب پانی میں نہیں

★

اک فرد فرید تھے دغا میں عباسؑ
آپ اپنی نظیر تھے وفا میں عباسؑ
لشکر کے علمدار معینِ اسلام
خیبر میں علیؑ تھے کربلا میں عباسؑ

★

برماتی ہوئی جگر کو تقریر نہ تھی
نشتر نہ تھا خنجر نہ تھا شمشیر نہ تھی
کیوں روئے تھے دل تھام کے رونیوالے
پھرتی ہوئی ہونٹوں پہ زباں تیر نہ تھی

★

ہر رنج و مصیبت کو خوش آگیں سمجھے
کچھ پھولوں سے بھی کانٹوں کو رنگیں سمجھے
قاسمؑ سا کوئی آج ہے کمسن بچّہ
جو شہد سے بھی موت کو شیریں سمجھے

★

اب بانیٔ ظلم راج کوئی بھی نہیں
اب وارثِ تخت و تاج کوئی بھی نہیں
ہمنامِ حسینؑ ابن علیؑ لاکھوں ہیں
ہمنامِ یزید آج کوئی بھی نہیں

★

تسکینِ و سکونِ دلِ مغموم ہے تو
معصوم کا فرزند ہے معصوم ہے تو
گھٹ گھٹ کے رہی تیری شجاعت عباسؑ!
مظلوموں میں سب سے بڑا مظلوم ہے تو

---★---

ہم کیا کریں عباسؑ ثنائیں تیری
واں ہوتے تو لے لیتے بلائیں تیری
اللہ و نبیؐ و حسنینؑ کے بعد
زینبؑ سے کوئی پوچھے وفائیں تیری

---★---

دریا کو بہا کے خشک صحرا کرتے
صحرا میں رواں خون کا دریا کرتے
ہوتے نہ اگر مشک و علم کے پابند
عباسؑ خدا ہی جانے کیا کیا کرتے

---★---

دریا پہ ہوئی بحث تو غم کھا کے رہے
رخصت چاہی تو اور دُکھ پا کے رہے
عباسؑ سا شیر اور اتنا مظلوم
ارمان جو دل میں آئے مرجھا کے رہے

★

عباسؑ نے چلّو میں بھرا کیوں پانی
جب پینا نہ تھا لے لیا کیوں پانی
مطلب یہ تھا شاید کہ ہمارے ہوتے
ان شامیوں نے اپنا کہا کیوں پانی

★

عاشور کو مدتوں کا سویا جاگا
انگڑائی پھریرے نے لی ایسا جاگا
عباسؑ کے ہاتھ بھی سمجھ دستِ علی
پھر آج علم! تیرا نصیبا جاگا

★

ملعون کوئی کوئی شقی کہتا ہے
عالم نزی بیداد کا غم سہتا ہے
مشکیزے پہ اسے تیر لگانے والے
پانی نہیں عباس کا خوں بہتا ہے

★

کوفے میں بپا ایک قیامت ہوتی
اور شام کی کوفے سے بُری گت ہوتی
عباسؑ بھی ہوتے جو علیؑ سے آزاد
پھر بازوئے جبریلؑ کو زحمت ہوتی

★

میں اپنے حواسوں میں ہوں مخمور نہیں
اپنوں سے اکڑ نا مرا دستور نہیں
کچھ زعم جو ہے بھی تو سیادت پر ہے
واللہ میں شاعری پہ مغرور نہیں

★

مرضی خدائے پاک و برتر لے لوں
خوشنودی حیدرؑ و پیمبرؐ لے لوں
منبر سے قریب ہیں یہ دونوں چیزیں
جنّت لے لوں کہو تو کوثر لے لوں

★

جیتا ہوں بغیر کیف بھی جیتا ہوں
للچاتے ہیں جب ہونٹ بہت سیتا ہوں
قاضی نہیں جو حلال سمجھوں اسکو
میں مفت کی بھی کبھی نہیں پیتا ہوں

★

منڈلائے گھٹا لاکھ زمانے بھر کی
ٹوٹی ہے نہ ٹوٹے گی قسم منتظر کی
دنیا میں ملے کہ روزِ محشر ساقی
وہ جب بھی پئے گا تو وہی کوثر کی

★

عاصی ہوں تو کیا شہ کا عزادار نہیں
اچھا جو نہ ہو سکے وہ بیمار نہیں
کچھ روز بھڑک لے آتشِ دوزخ اور
گل کر نہ دوں تجھکو تو گنہگار نہیں

کچھ اور نہ تو کلام کہنا میرا
سادہ سا یہ اک پیام کہنا میرا
مل جائے اگر کہیں شبابِ رفتہ
اے عمرِ رواں سلام کہنا میرا

کیا اصل کی بے اصل نشانی دیکھوں
کیا خون کو ہوتے ہوئے پانی دیکھوں
ڈرتا ہوں کہ بجھ جائیں نہ آنکھوں کے چراغ
کس طرح سے تصویرِ جوانی دیکھوں

ٹوٹی ہوئی کشتی ہے جسے کھیتا ہوں
بجھتی ہوئی آگ کو ہوا دیتا ہوں
انگڑائیاں ہیں یادِ جوانی کی بہار
پیری میں شباب کے مزے لیتا ہوں

★

بھولے نہ کبھی یہ مہربانی مجھکو
یاد آئے زلیخا کی کہانی مجھکو
پہلو میں رکھوں چھپا کے دل کے مانند
مل جائے جو پھر کہیں جوانی مجھکو

★

ڈوبا ہوا خون میں جو منظر دیکھوں
آہیں بھروں، سر پیٹوں کہ رو کر دیکھوں
تصویریں شہیدوں کی ہیں تجھ میں مضمر
اے ماہِ محرم تجھے کیونکر دیکھوں

★

سہتا ہوں جو تکلیف تو سہنے دیجے
اشک آنکھوں سے بہ رہے ہیں بہنے دیجے
لے لیجیے سب شادی و غم دنیا کے
بس دل میں غمِ حسینؑ رہنے دیجے

★

جاں اس غمِ جانکاہ میں کھو لینے دو
منہ اشکوں سے دھو رہا ہوں دھو لینے دو
جب دیکھو دہی شورشِ بدعت بدعت
دس روز تو جی کھول کے رو لینے دو

★

کل کے لئے اس وقت سے ہشیار رہو
آنکھوں میں بھرے اشک خبردار رہو
اے ملّتِ گریہ کن پہ ہنسنے والو!
رونے کے لئے حشر میں تیار رہو

★

روتی ہوئی آنکھوں کو ہنسانا آجائے
ہنستے ہوئے ہونٹوں کو رلانا آجائے
اے گلشنِ ہستی کے سجانے والے
لفظوں کو مجھے پھول بنانا آجائے

★

ہمّت ہوئی یوں پست کہ دل ٹوٹ گئے
بڑھتی ہوئی سازشوں کے جی چھوٹ گئے
مجروح امام منچلے ہاتھوں سے
بیعت کے سوال کا گلا گھونٹ گئے

★

کب کوئی عبادت بھی خدا کرتا ہے
اک فرض مگر ہے جو ادا کرتا ہے
کچھ اتنی عظیم بندگی ہے صلوٰۃ
اکثر جسے اللہ پڑھا کرتا ہے

★

پھر دل میں سرور کی جگہ غم آجائے
پھر ہاتھ میں ماتم کیلئے دم آجائے
کس درجہ وہ قسمت کا دھنی ہے منظرؔ
پھر جس کی حیات میں محرّم آجائے

★

کافی نہیں منہ اشکوں سے دھونے کیلئے
اور دامنِ فاطمہؑ بھگونے کے لئے
مالک مرے مظلوم بہتّرؑ ہیں شہید
کچھ آنکھیں ہمیں اور دے رونے کیلئے

★

یہ پیاس ہے کیا پیاس کی شدّت کیا ہے
انصارِ شہِ دیں کی ضرورت کیا ہے
کوثر کی پیئیں گے مے ابھی دم بھر میں
دنیا! ترے پانی کی حقیقت کیا ہے

★

مداحِ حسینؑ ابنِ علیؑ ہے منظر
تیرے لئے کس شئے کی کمی ہے منظر
مدحت میں خلوص بھی اگر ہے تو یہ جان
جنّت ترے قدموں سے لگی ہے منظر

★

ارزاں نہ رہوں جنس گراں ہو جاؤں
اگلا سا وہی شوخ بیاں ہو جاؤں
جب دیکھتا ہوں کھِلتے ہوئے کوئی پھول
جی چاہتا ہے پھر سے جواں ہو جاؤں

★

پیری میں وہ اگلا کوئی دستور نہیں
کچھ اپنا کسی چیز پہ مقدور نہیں
سر ہے کہ کہے جا رہا ہے ہِل ہِل کے
اس طرح سے جینا ہمیں منظور نہیں

★

پھولوں سی ملاحت کسی صورت میں ہے
ہمشکلِ بنیؑ کوئی حقیقت میں ہے
اکبرؑ کی طرف دیکھ ذرا اے رضواں
ایسا بھی کوئی گُل تری جنت میں ہے

★

ہر غم کی جگہ دل میں مسرت آجائے
دن عید کا ہنگامِ زیارت آجائے

جب حشر پہ موقوف ہے دیدار تو پھر
اللہ کرے آج قیامت آجائے

★

سن لے مری، اعجاز دکھا دے ساقی
دنیا ہی میں جنّت کی پلا دے ساقی
یہ جام، یہ ساغر، یہ صبُو کچھ بھی نہیں
کوثر مرے ہونٹوں سے لگا دے ساقی

★

محنت ہوئی شبّیر سوارت تیری
مقبول ہے مقبول شہادت تیری
روتا نہیں ہے راتوں کو اٹھ اٹھ کے یزیدؔ
آنکھوں سے کیا کرتا ہے بیعت تیری

★

معلوم ہے ہیں ساقیِ کوثر تیرے
میرے بھی ہیں حیدرؑ جو حیدرؑ تیرے
جا اور کسی سمت غضبناک ملک
میں دیکھ نہیں سکتا ہوں تیور تیرے

سلام

زمانے میں نہ پیدا ہونگے اب ایسے وفا والے
عجب کارِ نمایاں کر گئے ہیں کربلا والے
نبیؐ کے جانشیں بارہ بہتر کربلا والے
یہی تھوڑے سے بندے تھے زمانے میں خدا والے
پتہ پوچھا جو ان کا حشر والوں سے تو وہ بولے
کہ جاؤ حوضِ کوثر پر ملیں گے کربلا والے
سنبھل ازرقؔ قضا لائی ہے اسکے سامنے تجھکو
کہ سارے وار جس کو یاد ہیں خیبر کشا والے
صراطِ مستقیم عشق تھیں تلوار کی دھاریں
وفا کی منزلیں طے کر گئے صبر و رضا والے
زمینِ کربلا کعبے سے رتبہ کم نہیں تیرا
کہ تیری خاک پر سجدے کو جھکتے ہیں خدا والے

کسی سے کس لئے پوچھو پتہ اے پوچھنے والو
وہ دیکھو چادر تطہیر میں ہیں سب خدا والے

کہا زینبؑ نے لاشیں دیکھکر عونؑ و محمدؑ کی
ارے لوگوں ابھی تو دن نہ تھے انکے قضا والے

نہ گھبرا منظرِ عاصی نہ گھبرا ہولِ محشر سے
تری بخشش کے ضامن ہو چکے ہیں کربلا والے

سلام

کیسا خوش خوش جارہا ہے شافعِ محشر کے پاس
گوہرِ اشکِ غمِ سرورؑ جو ہیں منظر کے پاس

جز علیؑ کوئی نہ آیا مرحب و عنتر کے پاس
بیٹھنے والے بہت بیٹھے تھے پیغمبرؐ کے پاس

دیدنی تھی کیا شب ہجرت کے متوالے کی نیند
رہ گئے دشمن بھی تلواریں لئے بستر کے پاس

نہیں دل میں ولائے ساقیٔ خُمّ غدیر
پینا کیسا جا نہیں سکتا کوئی کوثر کے پاس

کر کیا علم و خلافت کا نہ کی دختر عزیز
سب علیؑ کو دیدیا جو کچھ تھا پیغمبرؐ کے پاس

ے شبِ ہجرت کے سونے والے سو آرام سے
ننگی تلواروں کے پہرے ہیں ترے بستر کے پاس

جانتی تھی ماں شبِ عاشور ہی تک ہے یہ چاند
شمع اک روشن کیے بیٹھی رہی اکبرؑ کے پاس

کھودتے تھے قبرِ اصغرؑ کہتے جاتے تھے حسینؑ
اب تجھے کس منہ سے لیجاؤں تری مادر کے پاس

ور تو کوئی نہ تھا منظر دمِ قتلِ حسینؑ
حضرتِ زینبؑ نے سر رکھ دیا خنجر کے پاس

سلام

بندگی میں تری مولا وہ کرشمہ دیکھا
تجھ کو سجدے کئے جس نے ترا سجدہ دیکھا

خواب سے چونک اُٹھا کس لئے حُر کیا دیکھا؟
حشر تک جینے کا مرنے میں سہارا دیکھا

اعتقادی جو پڑی قول نصیری پہ نگاہ
ملتا جلتا ہوا اللہ سے بندہ دیکھا

شکوۂ آب رفیقوں میں کسی نے نہ کیا
اُس کی پیاس اُڑ گئی جس نے تجھے پیاسا دیکھا

کرلیا ہم نے بلافصل اذاں میں داخل
جب سے جبریلؑ کو پڑھتے ہوئے کلمہ دیکھا

روتا ہے راتوں کو منہ پھیر کے دنیا سے یزیدؔ
کہدے اے ہند جفاؤں کا نتیجہ دیکھا؟

بھر کے مشکیزے کو اعدا سے یہ بولے عباسؑ
لے لیا ہلکے سے اک حملے میں دریا دیکھا؛
رہ گئے دنگ وہ قرآن سمجھنے والے
شہ کا دامن جو ہٹا گود میں بچّہ دیکھا
پیاسا اور باعثِ ایجادِ دوٗ عالم پیاسا
آج دیکھا تجھے اچھّی طرح دنیا! دیکھا
ہم تو منجملۂ اربابِ نظر تھے منظر
ہم سے پردہ تھا نہ ہم نے کبھی پردہ دیکھا

سلام

خدا کے بعد جز ذاتِ پیمبرؐ کوئی کیا جانے
علیؑ کا مرتبہ اللہ اکبر کوئی کیا جانے
شبِ ہجرت میں تھے کیا راز مضمر کوئی کیا جانے
پیمبرؐ تھے سرِ بستر کہ حیدرؑ کوئی کیا جانے
گنوا بیٹھے اسی حسرت میں جانیں مرحب و عنتر
بجز جبریلؑ زورِ دستِ حیدرؑ کوئی کیا جانے

فلک سے ٹوٹ کر للچاتا پھرتا ہے نگاہوں کو
ستارہ ڈھونڈتا ہے کون سا گھر کوئی کیا جانے

ترائی میں قدم چُلّو میں پانی یادِ شہ دل میں
وفا کو تیری عباسؑ دلاور کوئی کیا جانے

صدا معراج میں تو صاف صاف آئی تھی حیدرؑ کی
مگر وہ کون تھا پردے کے اندر کوئی کیا جانے

امامِ وقت جن پر سے فدا ماں باپ کرتا ہے
وہ تھے کیا کربلا والے بہترؑ کوئی کیا جانے

دلاسا باپ کو دینا تھا یا تھی طعن قاتل پر
علی اصغرؑ ہنسے کیوں تیر کھا کر کوئی کیا جانے

جواں بھرپور اٹھارہ برس والے علی اکبرؑ
تمھاری لاش اُٹھائی شہ نے کیونکر کوئی کیا جانے

سرِ عریاں کا صدقہ تھی کہ پردہ پوش عالم کی
تھی کیا شے حضرتِ زینبؑ کی چادر کوئی کیا جانے

ابھی تک تو بحمداللہ ایماں بھی ہے عزت بھی
دکھائے آگے کیا تقدیرِ مضطرؔ کوئی کیا جانے

اکثر لٹا چکا ہوں مدحِ شہِ زمنؑ میں
پھر بھی بکھرے ہوئے ہیں موتی مرے دہن میں

پہونچے حرم نگریوں صحرائے پُر محن میں
صغراؑ کے ساتھ سب کے دل رہ گئے وطن میں

جانیں گنوانے والے حُبِّ شہِ زمن میں
جنگل میں ایسے خوش تھے جیسے کوئی وطن میں

چھائی ہوئی صفوں پر خاموشیاں نہیں ہیں
اصغرؑ! تمھارا ڈنکا بجتا ہے آج رن میں

تقلیدِ صبرِ زینبؑ مدِّ نظر تھی ورنہ
زنجیر سے بھی زائد آواز تھی رسن میں

عابدؑ کا موعظہ تھا تشریحِ خونِ ناحق
اک تہلکہ پڑا تھا ظالم کی انجمن میں

سروؑر کی تشنگی کو اللہ جانتا ہے
اینٹھی ہوئی زباں تھی سوکھے ہوئے دہن میں

جانِ وفا تھے دونوں عباسؑ اور زینبؑ
کچھ فرق ہی نہیں تھا بھائی بہن میں

سر اور حسینؑ کا سر، توبہ یزیدؑ توبہ
تیری تباہیوں کا ساماں ہے لگن میں

نظریں ملاتے رن میں تھرا رہے ہیں شامی
تصویر تھے علیؑ کی عباسؑ بانکپن میں

سُن کر اذانِ اکبرؑ کہتی تھیں اُم لیلہ
بلبل چہک رہا ہے میرا مرے چمن میں

منظر اسی کے دم سے روشن ہے بزم عالم
جو شمع رہ گئی تھی بجھنے سے انجمن میں

سلام

ضربتِ حیدرؑ کا چرچا رہ گیا — لافتیٰ بن بن کے طغرا رہ گیا
نقش بن کے دل میں صدمہ رہ گیا — کیا بتاؤں کون پیاسا رہ گیا
بچہ بچہ شہؑ کا پیاسا رہ گیا — منفعل ہو ہو کے دریا رہ گیا
مر گئے گو سب رفیقانِ حسینؑ — ہاں مگر اسلام زندہ رہ گیا
حضرتِ زینبؑ کی چادر کے طفیل — اُمتِ عاصی کا پردہ رہ گیا
ہائے ری تقدیرِ سقائے حرم — دل میں جو ارمان آیا رہ گیا
ہو گئی ویران آغوشِ رباب — دل کے بہلاوے کو جھولا رہ گیا
مٹ گئی جنگل میں تصویرِ رسولؐ — حسن کا اکبرؑ کے چرچا رہ گیا
ہند کہہ اُٹھی بھرے دربار میں — بعدِ زینبؑ کس کا پردہ رہ گیا
خنجرِ ظالم بجھا کر شہؑ کی پیاس — پھر بھی سنتا ہوں کہ پیاسا رہ گیا
کچھ تو اے اسلام دستِ ظلم سے — تیرے دامن پر بھی دھبا رہ گیا

مدحِ شہ نے دھو دیے منظر گناہ
نامۂ اعمال سادہ رہ گیا

سلام

شہیدانِ وفا کا حق یہاں سے اور وہاں تک ہے
کہ سرحدِ زمین کربلا باغِ جناں تک ہے

مجھے معلوم ہے کہتے تھے شہ کیتک کہاں تک ہے
یہ جھگڑا بیعتِ فاسق کا بس مجھ بےنیاں تک ہے

ملک شیطاں بنا پھرتا ہے جھگڑے ہیں خلافت کے
زمیں کیا چیز ہے یہ کشمکش تو آسماں تک ہے

نگاہیں ہیں علم پر اور دعائے عافیت لب پر
دلِ زینب کو ڈھارس ذاتِ عباسِ جواں تک ہے

علیؑ کہتے تھے سن کر نام مرحب کا جواں ہو لوں
تو اک دن دیکھ لوں گا کتنے پانی میں کہاں تک ہے

علاوہ مسلمؑ و ابن مظاہرؑ سے ضعیفوں کے
بہتر میں شمارِ شیر خوار و بے زباں تک ہے

یہ دنیا کیا یہ دنیا کی فضائیں کیا بہاریں کیا
ہوں اس کا نام لیوا جس کے قبضے میں جہاں تک ہے
گنائی جائے فہرستِ مظالم اور کیا شیعو
یہی رونے کو کافی ہے کہ بندِ آبِ رواں تک ہے
ارے اللہ توبہ پیاس اور سبطِ پیمبرؐ کی
دھوئیں کا سلسلہ سا اک دہن سے آسماں تک ہے
ہمیں مرنے کا کیا غم کہتے تھے انصار شہ مشرقین کے
کہ اپنی موت کی حد تو حیاتِ جاوداں تک ہے
کچھ اتنا مجھ سے آگے بڑھ گئے ہیں میرے ہمراہی
کہ نظروں سے نہاں منظر غبارِ کارواں تک ہے

سلام

کوثر بکفِ بہشت بداماں نہ تھے حسینؑ
کس روز وجہِ بخششِ انساں نہ تھے حسینؑ

کس شان زبانِ خالقِ دوراں نہ تھے حسینؑ
بچپن سے بولتا ہوا قرآں نہ تھے حسینؑ

ہونٹوں پہ تھی وہی پئے آفت دعائے خیر
واللہ مرتے دم بھی پریشاں نہ تھے حسینؑ

مدِنظر کبھی بھی نہ تھی فتحِ ظاہری
ورنہ یزید! بے سروساماں نہ تھے حسینؑ

حاضر جلو میں کون ادب سے نہ تھا مگر
امداد کے کسی سے بھی خواہاں نہ تھے حسینؑ

ایسے کئے سلوک حیا سوز و دلخراش
جیسے طلب کئے ہوئے مہماں نہ تھے حسینؑ

ایمان و کُلِ کفر میں پھر آ پڑی تھی بات
تجھ سے یزید! دست و گریباں نہ تھے حسینؑ

سب خوب جانتے تھے تجھے اہلِ شام و روم
کس پر ترے کمال نمایاں نہ تھے حسینؑ

منظر خیال اپنا نہ بدلے گا حشر تک
قاتل تمھارے خاک مسلماں نہ تھے حسینؑ

سلام

بدل کر حج کو عمرہ سے ثواب اس سے سوا لینگے
شہِ دیں کربلا میں اور اک کعبہ بنا لیں گے

ہم اشکِ غم جو خاکِ تربتِ شہ میں ملا لینگے
تو اپنی مسجدیں اپنے مکانوں میں بنا لیں گے

کہے دیتے تھے تیور صاف حرؑ کے شامِ عاشورا
سحر ہوتے ہی ہم جنت کا سیدھا راستا لیں گے

مزے کو موت کے جو شہد سے شیریں سمجھتے ہیں
وہ مرنے والے مرنے میں بھی جینے کا مزا لیں گے

ملا زائر کو شہ، خوشبو ملی، نورانیت پائی
غلاموں کے مقدر اور اس دنیا میں کیا لیں گے

میں اشکِ غم کسی کو بھی دکھاؤں کیوں سرِ محشر
یہ موتی بس مرے مولا شہیدِ کربلا لیں گے

ہمیں جنت کا لالچ ہے نہ ہم دوزخ سے ڈرتے ہیں
رضا درکار ہے ہم کو تمھاری ہم رضا لیں گے

وہ اپنی دھن کے پورے کامیاب آرزو نکلے
جنھیں ضد تھی کہ ہم لیں گے تو مرضی خدا لیں گے

غم دنیا نظر آنے لگے گا ہیچ انھیں منتظر
غموں میں اپنے جو شہ کے غموں کا آسرا لیں گے

سلام

پا گئی آخر نظر جو یا پیمبر کا جواب
شام ہجرت مل گیا محبوبِ داور کا جواب

مل گیا عائشہ کو تو محبوبِ داور کا جواب
ہاں مگر لیلیٰؑ نہ اب پائیگی اکبرؑ کا جواب

افضلیت کی لگا دی ضربتِ حیدرؑ نے مہر
عرش پر بھی اب نہیں جبریلؑ کے پر کا جواب

مرحب و عنتر اگر ہوتے تو آتا لطفِ جنگ
ارزقِ شامی نہ تھا فرزندِ شبرؑ کا جواب

نورِ چشمِ مصطفےٰؐ حسنینؑ و زہراؑ و علیؑ
تھے چراغ و مسجد و محراب و منبر کا جواب

مل گیا ہوتا اگر عباسؑ کو اذنِ جہاد
بابِ کوفہ بن کے رہتا بابِ خیبر کا جواب

یا حسینؑ ابنِ علیؑ بن جائے وہ شاہوں کا شاہ
آج مل جائے جسے تیرے بہترؑ کا جواب

مٹ گیا لیجے غلامی اور آزادی کا فرق
جون کی قسمت بنی حُر کے مقدر کا جواب

بے نیازِ تشنگی تیرے سے پیاسے کے لئے
ایک چُلو میں تھا سارے حوضِ کوثر کا جواب

پردہ پوشِ خلق کرلے آرزو اس کی قبول
خاک بننا چاہتی ہے تیری چادر کا جواب

ہائے تو نے تیرِ سہ شعبہ بنا ڈالا اسے
حرملہ اُس وقت تو پانی تھا اصغر کا جواب

خواب بھی دیکھے خیالوں کو بھی چونکا یا مگر
ہم نے تو پایا نہ عباسِ دلاور کا جواب
لکھنؤ اور لکھنؤ کے شاعرانہ رنگ میں
اب تو منظر ہی نظر آتا ہے منظر کا جواب

سلام

لحد ننھے مجاہد کے لئے تعمیر کرتی ہے
بڑا کار نمایاں شاہ کی شمشیر کرتی ہے
وسیلے بعیتِ فاسق کے منہ تکتے ہیں فاسق کے
وہی ہوتی ہے آخر بات جو تقدیر کرتی ہے
بڑھاتا ہے کوئی حد سے گھٹاتا ہے کوئی حد سے
علیؑ کے باب میں دنیا بڑی تقصیر کرتی ہے
ہنسی اور تیر کھا کے بے محل سی بات تھی لیکن
تمسخر حرملہ کا ہمتِ بے شیر کرتی ہے

اسیری کے تمام اسباب پھر جاتے ہیں آنکھوں میں
جدا عباسؑ سے زینبؑ کو جب تقدیر کرتی ہے
بظاہر ایک جھونکا ہے ہوا کا آہِ مظلوماں
مگر دنیا اُلٹ جاتی ہے جب تاثیر کرتی ہے
پئے بیعت اُدھر اک بند مٹھی کھل نہیں سکتی
حکومت اس طرف کیا کیا نہیں تدبیر کرتی ہے
یہ کس کے منہ میں حیدرؑ کی زباں ہے کوئی کیا جانے
رہِ کوفہ میں جب زینبؑ کوئی تقریر کرتی ہے
تمنائے زیارت آئے گی بر آئے گی منظرؔ
تری تقدیر جب تک کرتی ہے تاخیر کرتی ہے

سلام

غمِ شبیہِ رسالت مآب باقی ہے
شباب مٹ گیا ذکرِ شباب باقی ہے

شہیدِ راہ وفا سب حیات ہیں اب تک
ہر ایک کا عمل کامیاب باقی ہے

دلوں پہ نقش ہے عباسؑ تیری سقّائی
علم کے ساتھ ابھی مشکِ آب باقی ہے

دغا کے جوش میں یوں جھریاں مٹیں تن کی
حبیبؑ کا ابھی جیسے شباب باقی ہے

نہ یہ سمجھئے نہیں کوئی جانشینِ رسولؐ
اُدھر نگاہ تو کیجے جناب! باقی ہے

تمھارے خوابِ مظالم ہوئے تمام مگر
ستمگرو ابھی تعبیرِ خواب باقی ہے

میں جانتا تھا جوانی گذر گئی منظرؔ
جناں میں پہونچا تو دیکھا شباب باقی ہے

سلام

سپرد اسی کے جہاں کا نظام آج بھی ہے
امام اپنی جگہ پر امام آج بھی ہے

علیؑ کے عشق کا کیفِ دوام باقی ہے
ہمارے ہاتھ میں کل بھی تھا جام آج بھی ہے

بہت ادا کیا حق آلِ پاک و قرآں نے
مگر ثنائے علی ناتمام آج بھی ہے

جہاں پھرائی گئی ننگے سر نبیؐ کی آل
ہزار حیف وہ بازارِ شام آج بھی ہے

دہانِ خلق پہ مہریں لگا گئے شبیرؑ
کسی زبان پر بیعت کا نام آج بھی ہے

امام آؤ کہ مختارِ نامدار کے بعد
زمانہ منتظرِ انتقام آج بھی ہے

نہیں حسینؑ تو انکے عزا و غم کے لئے
عدو کی تیغ زباں بے نیام آج بھی ہے

ہزار قصہ باغِ فدک پہ ڈالی خاک
مگر سوالِ حلال و حرام آج بھی ہے

تمام عمر مشقت کے بعد بھی منظر
وہی زباں وہی سادہ کلام آج بھی ہے

سلام

تیر کھا کر بھی نہیں ہٹنے کے انصارِ حسینؑ
ظالموں سیسہ پلائی ہے یہ دیوارِ حسینؑ

آج بھی ہیں بے بہا اشک عزادارِ حسینؑ
گرم ہو گا حشر میں کچھ اور بازارِ حسینؑ

کل تلک جو سمجھا جاتا تھا گنہ گارِ حسینؑ
آج وہ حُرؑ سب سے پہلا ہے مددگارِ حسینؑ

ڈال کر پانی کی موجوں پر حقارت کی نگاہ
نہر سے پیاسا نکل آیا علمدارِ حسینؑ
اس اسیری میں یہ تیور اور بروئے یزیدؔ
واہ کیا کہنا ترا فرزندِ بیمارِ حسینؑ
کل بہتر شیر کاندھوں پہ اُٹھائے تھے جسے
ایک زینبؑ آج اٹھائے ہیں وہ سب بارِ حسینؑ
او یزیدِ روسیہ تو کیا ترا دربار کیا
دیکھ لینا حشر کے دن شانِ دربارِ حسینؑ
اکبرؑ و عباسؑ و قاسمؑ روح و جاں تھے سب مگر
آخری ہدیہ علی اصغرؑ تھے شہکارِ حسینؑ
کل نہ تھا کوئی جو دیتا استغاثے کا جواب
ہائے دنیا آج بنتی ہے پرستارِ حسینؑ
اشک غم کو دامنِ زہراؑ نہیں ہوتا نصیب
کیا کہوں منظرؔ کہ میں بھی ہوں عزادارِ حسینؑ

سلام

سنتے رہتے ہیں ہمیشہ کچھ محبانِ حسینؑ
بٹ رہا ہے آجتک دنیا میں ایمانِ حسینؑ

وقتِ آخر لُٹ گیا سب ساز و سامانِ حسینؑ
کوئی دامن لے گیا کوئی گریبانِ حسینؑ

غل ہے محشر میں ہٹو جنّت کی راہیں چھوڑ دو
سوئے کوثر آرہے ہیں تشنہ کامانِ حسینؑ

نام گنواؤں تو دنیا میں چھٹے کوئی نہ ذات
کیا بتاؤں کس کے کسکے سر ہے احسانِ حسینؑ

رشک ان کی قسمتوں پر کرتا ہوگا اک جہاں
حشر میں آقا بنے ہونگے غلامانِ حسینؑ

ثانی حیدرؑ کوئی تھا کوئی ہم شکلِ رسولؐ
قابلِ صلواۃ تھی شکلِ جوانانِ حسینؑ

بابِ جنّت پر مجھے روکے گا کیا کوئی ملک
ہاتھ میں ہے خون سے رنگین دامانِ حسینؑ

پیاس کیسی نام پانی کا نہ آیا لب تلک
واہ کیا کہنا تمھارا جان نثارانِ حسینؑ

اتنا زخمی، اتنا غمگیں اور اس درجہ حسین
دیدنی تھی وقتِ آخر شان ذیشانِ حسینؑ

اے قیامت اب بھی آنے میں تجھے کچھ عذر ہے
ہاتھ میں ہے شمرؔ کے زلفِ پریشانِ حسینؑ

دیکھتے ہیں غیظ سے اسکو فرشتے یا علیؑ
اُن سے کہہ دیجے کہ منظرؔ ہے ثنا خوانِ حسینؑ

سلام
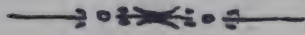
فتح خیبر کر کے کچھ اس شان سے حیدرؑ چلے
ہلکی ہلکی بوندیوں میں جیسے شیرِ نر چلے
سوئے فوجِ شام اس انداز سے اکبرؑ چلے
آج پھر جیسے پئے معراج پیغمبرؐ چلے
ناز کرتا قولِ پیغمبرؐ کو دہراتا ہوا
اُس طرف ایماں چلا جس سمت بھی حیدرؑ چلے
وہ ثبات آیا نہ قدموں میں نہ وہ حسنِ خرام
اہلِ دنیا مثلِ حیدرؑ لاکھ بن بن کر چلے
دل کی دل میں رہ گئی آخر نہ بر آئی مراد
ماں کو حسرت تھی کہ جلدی گھٹنیوں اصغرؑ چلے
حضرتِ حجتؑ کے ہاتھوں میں نظر آئیگا اب
گھر سے کیا عباسؑ دنیا سے علم لے کر چلے

پاؤں ہیں چھالے ہزاروں چھالوں میں پیوست خار
عابدِ بیمار یارب راستہ کیوں کر چلے
کہہ رہی تھی طاقتِ حیدرؑ زبانِ حال سے
ہے کوئی جو بابِ خیبر ہاتھ میں لیکر چلے
ساقیا اُسوقت منظرؔ کو بھی دیدینا صدا
جب حسینؑ ابنِ علیؑ کے نام پر ساغر چلے

نظم بعنوان کمسن مجاہد

واہ شششماہے مجاہد واہ رے کمسن دلیر
سامنے تیری شجاعت کے نہیں جچتے ہیں شیر
تونے عہدِ شیر خواری میں کئے ہیں جو کمال
وہ جوانوں سے نہیں ممکن برب ذوالجلال
کچھ نہ سمجھا تونے دل میں فرقِ ہستی و عدم
تونے مقتل میں بھی جھولا جانکر رکھا قدم

تو مسافر تھا مگر زادِ سفر سے بے نیاز
تو سپاہی تھا مگر تیغ و تبر سے بے نیاز
ڈھال سے مطلب کچھ خود و زرہ بکتر سے کام
جان دینے سے غرض تھی مرضیٔ داور سے کام
تو نہتّا تھا مگر کارِ عجب دکھلا دیے
تو نے بے تیر و کماں فوجوں کے منہ پھروا دیئے
سورما بنتے تھے جو اُن سب کے سر نہوڑا گئی
وہ زبانِ بے زبانی سے رجز خوانی تری
خشک ہونٹوں پر تری پھرتی ہوئی سوکھی زباں
بن گئی اہلِ ستم کے واسطے تیر و سناں
سنگدل تھے سب مگر اشکوں سے مُنہ دھونا پڑا
اور بعضوں کو تو ڈھاڑیں مار کر رونا پڑا
سر پکڑ کے رہ گئے کچھ تھام کے دل رہ گئے
کام کے قاتل برائے نام قاتل رہ گئے
تیری نظروں میں سمایا کچھ نہ انبوہِ کثیر
تیرا دل اتنے بڑے لشکر کو بھی سمجھا حقیر

خامشی چھائی نہ تھی اصغرؑ ہجوم عام میں
تیرا ڈنکا بج رہا تھا فوج روم و شام میں

تو نے کھا کر تیر سہ شعبہ بھی کب فریاد کی
مسکرا کر حرملہ کو داد دی بیداد کی

سرنگوں ہے تجھ سے امت احمدؐ مختار کی
تو نے حد کر دی زمانے کے لئے ایثار کی

منتظر اس غم میں شہ صابر کو بھی کہنا پڑا
میرا بچہ ناقۂ صالح سے یارب کم نہ تھا

نظم بعنوان

جنّتی گنہگار

تجھسے شکوے تھے دلوں کو اور بہت کچھ تھے مگر
زندگی ہی میں بدل دی تو نے دنیا کی نظر
گھیر کر لیجانے والے شہؑ کو سوئے کربلا
ہائے تو نے مول لے لی آپ خود اپنی قضا
بھول بیٹھا بات کی دُھن میں مآلِ خیر و شر
کچھ حکومت کی سیاست پر نہ کی تو نے نظر
منزلیں کرتا رہا طے اور نہ سوچا کچھ مآل
حکمِ حاکم نے بھلایا دین و دنیا کا خیال
کربلا میں دیکھے جب سامانِ قتلِ شاہِ دیں
چونک اُٹھا خوابِ نمک خواری سے آنکھیں کھل گئیں
آٹھویں تک صبر و استقلال سے بیٹھا ہوا
جنّت و دوزخ کا دل میں فیصلہ کرتا رہا

در نوبُں کو تو یہ حالت ہوگئی تھی لا کلام
شور الجوع العطش سے کھانا پینا تھا حرام

ن توجوں توں کر کے کاٹا حیز خاموشی کیساتھ
روزِ محشر سے مگر کم تھی نہ عاشورے کی رات

گاہ بستر پر تڑپتا تھا ٹہلتا تھا کبھی
بھر کے سرد آہیں کفِ افسوس ملتا تھا کبھی

دلمیں دردِ بیکسئ شہؑ زباں پر شور و شین
سر میں سودائے جناں آنکھوں میں تصویرِ حسینؑ

صبح کا تارا نظر آتے ہی بدلیں تیوریاں
غم کی جا' لی غیظ نے آنے لگیں انگڑائیاں

ٹیک کر تلوار اُٹھا شیر سا بپھرا ہوا
یا علیؑ و یا حسینؑ ابنِ علیؑ کہتا ہوا

مڑ کے فرزند و برادر سے کہا جاتے ہیں ہم
لے کے رخصت شاہ سے لڑنے ابھی آتے ہیں ہم

بخشوالیں گر خطائیں سیدِ ابرارؑ سے
تو چکھاتا ہوں مزے آکر ابھی تلوار سے

کہہ کے یہ خیمے سے نکلا نیک نام و نیک کام
ہو گئے ہمراہ فرزند و برادر اور غلام
بڑھ کے ابنِ سعدؔ سے بولا کہ سُن او بے شعور
تجھ کو ابنِ ساقیِ کوثر سے لڑنا ہے ضرور
اور میں ان کو سمجھتا ہوں ولی ابنِ ولی
واجب التعظیم ہے ذاتِ حسینؑ ابنِ علیؑ
جنگ ان کے خادموں سے کرتے نفرت آتا ہوں میں
کربلا تک گھیر کر لانے سے پچھتاتا ہوں میں
بندۂ اللہ ہوں میں اور تو زر کا غلام
تجھ کو تیری نوکری کو تیرے حاکم کو سلام
کہہ کے یہ گھوڑے پہ بیٹھا اور روانہ ہو گیا
حُرؑ سوئے جنّت گیا ہر سو فسانہ ہو گیا
پہونچا قربِ بارگاہِ شاہِ دیں اس حال سے
کود کر گھوڑے سے باندھے ہاتھ اک رومال سے
رکھ دیا سر دوڑ کر قدموں پر اور رونے لگا
شاہ بولے کون ہے بھائی ذرا سر تو اٹھا

عرض کی اُس نے گنہگار اور خطا کاروں میں ہوں
پہلے حُرؑ تھا نام اب میں تیرے بیماروں میں ہوں

بہرِ زہراؑ و علیؑ بہرِ حسنؑ بہرِ خدا
وارثِ خُلقِ پیمبرؐ بخش دے میری خطا

بولے شہؑ حُرؑ سے مبارک ہو گیا آنا تجھے
میں نے بخشا اور مرے اللہ نے بخشا تجھے

بعد اس کے جو ہوا منظر وہ سب معلوم ہے
الغرض حُرؑ۔ حُرؑ کا حُرؑ معصوم کا معصوم ہے